79

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَّشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

الفضل قادیان

اللہ اکبر

غلام نبی

THE ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند
قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند ۱۳

نمبر ۱۴	۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۲ھ	یوم سہ شنبہ	مطابق یکم اگست سنہ ۱۹۳۳ء	جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق ۲۸ جولائی کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ بفضل خدا حضور کی صحت اچھی ہے۔ حضرت ام طاہر احمد حرم ثانی حضرت خلیفۃ المسیح کو ۲۸ جولائی لات میں اعصابی درد کا سخت دورہ ہوا۔ اب نسبتاً افاقہ ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

جمعہ کی نماز کے بعد جو بازار لگتا ہے۔ اسے زیادہ پُر رونق اور مفید بنانے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ کہ بیرونجات سے بھی فروختنی اشیاء لے کر احباب آئیں۔

کئی دن کے امساک اور سخت گرمی کے بعد آج (۳۰) کسی قدر بارش ہوئی۔ اور موسم نہایت خوشگوار ہو گیا ؞

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

امتِ محمدیہ میں ایک مسیح کیوں نہیں مانا جاتا

(فرمودہ یکم اگست سنہ ۱۹۰۵ء)

فرمایا ”میں حیران ہوں میرا معاملہ تو بالکل صاف تھا تین باتیں تھیں۔ ان لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسےٰ بھی تسلیم کر لیا۔ اور امت کے مثل یہود ہو جانے کا بھی اقرار کر لیا۔ اور علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل بھی تسلیم کیا۔ ان ساری باتوں کو تو مثیل کے طور پر مانا۔ لیکن مسیح کے متعلق یہ کہتے ہیں۔ کہ وُہی آئے گا۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہ تو ایسی مثال ہے۔ کہ جیسے دو بھائی ہیں۔ جب ان میں کوئی تقسیم ہو۔ تو ہر ایک قسم کی چیزیں انہیں دی جاتی ہیں۔ جبکہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں یہودیوں کے مثیل مانتے ہیں۔ تو اس میں کیوں موت پڑتی ہے۔ کہ ایک مسیح بھی تسلیم کریں“؞

(الحکم ۱۰ اگست سنہ ۱۹۰۵ء)

اخبار احمدیہ

اعلان مولوی غلام رسول صاحب راجیکی آج کل پشاور میں مقیم ہیں۔ آپ دو تین ماہ تک وہیں رہیں گے۔ ان کا پتہ یہ ہے۔ مسجد احمدیہ محلہ گلبادشاہ پشاور شہر ؛

ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان

اعلان بیعت قاضی فضل الٰہی صاحب ٹکسلا ڈھیری شاہاں محلہ گھسلا ایک معزز اور قابل آدمی ہیں۔ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی بیعت کرکے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں دوست استقامت کے لئے دعا کریں

خاکسار محمد دین خاں از خورم گوجر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعا کا اثر خداوند کریم نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی دعا کی برکت سے بندہ کو ایک مقدمہ میں زبردست فتح دی ہے اس کامیابی کے ظاہری سامان بالکل نہ تھے۔ صرف حضرت اقدس کی قبولیت دعا کا نتیجہ ہے۔ اور احمدیہ جماعت کی سچائی کا اعجازی نشان۔ خاکسار دوست محمد چیمہ ایم۔ اے۔ بی ٹی۔ فاضلکا ؛

اطلاع ممبران احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے۔ (۱) ملک عبدالرحمٰن صاحب خادم پریزیڈنٹ احمدیہ فیلوشپ آف یوتھ کا پتہ معرفت سب پوسٹماسٹر سنی بنک کوہ مری ہے (۲) جن جن بقایا داروں کی خدمت میں خطوط لکھے گئے ہیں۔ وُہ مہربانی فرماکر جلد زرِ رقوم ارسال کردیں۔ (۳) ٹرکیٹ جن ممبروں کو نہ ملتے ہوں۔ وہ مہربانی کرکے مجھے اطلاع دیں۔ تا باقاعدگی کے ساتھ ٹرکیٹ ان کی خدمت میں پہونچتے رہیں۔ خاکسار محمد ابراہیم ناصر سکرٹری وُڈلینڈز۔ شملہ ایسٹ ؛

ننکانہ جانے والے ہیں۔ راستہ میں تبلیغ بھی کرتے جائیں گے۔ اور صحت کے لئے بھی یہ سفر اچھا رہے گا۔ جو دوست اس سفر کے لئے تیار ہوں۔ اطلاع دیں۔ ناظر دعوت و تبلیغ - قادیان۔

سپاس تعزیت میرے لختِ جگر فضل احمد کی وفات پر ان سب بزرگوں اور عزیزوں کا جنہوں نے ہمدردی اور دُعا کے خط لکھے۔ مشکور ہوں۔ خاکسار با غدین۔ چک ۳۰ ۱۱۰ ب

درخواستہائے دعا ا۔ میں بانڈی پورہ ہسپتال میں زیر علاج ہوں بخار نے نہایت ضعیف و لاغر کردیا ہے احباب صحت یابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار یوسف شاہ (مبلغ کشمیر)۔ (۲) میری بیٹی رشیدہ تین ماہ سے سخت بیمار ہے۔ اس کی صحت اور زندگی کے لئے دعا فرمائی جائے۔ محمد سعید از کوہ مری ؛ (۳) احباب دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ میری اہلیہ کو صحت بخشے۔ اولاد نرینہ عطا فرمائے۔ اور قرضہ سے نجات بخشے۔ خاکسار حکیم محمد قاسم لالہ موسےٰ۔ (۴) بابو ضیاءالحق خانصاحب ڈلہوزی میں اپنی اہلیہ محترمہ واکلوتی بچی کی علالت کے باعث پریشان ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا کریں خاکسار عبدالرحیم از پٹھان کوٹ (۵) میری لڑکی عرصہ سے بیمار ہے۔ احباب دُعائے صحت کریں۔ خاکسار فیروز دین امرت سر۔ (۶) خاکسار نے ایک کام شروع کیا ہے دوست دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ کامیاب کرے۔ خاکسار حسین بخش پٹواری چک نمبر ۱۳ ج ب۔ (۷) برادرم مولوی عبدالکریم صاحب ناقد سکرٹری جماعت احمدیہ کی صحت کے لئے دُعا کی جائے۔ خاکسار عبدالرحیم احمدی از پٹھان کوٹ۔ (۸) حافظ احمد دین صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ بیمار ہیں۔ احباب دعائے صحت کریں خاکسار سید ظہور احمد۔ ڈنگہ ؛ (۹) میری بھانجی۔ اور چچا زاد بھائی بیمار ہیں دعائے صحت کی جائے۔ خاکسار محمد یعقوب

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے چند نصائح

گو اللہ تعالےٰ کے فضل سے ایک معقول حصہ جماعت نے مقررہ چندوں کی باقاعدہ ادائیگی کی طرف اخلاص سے توجہ کی ہے۔ لیکن ابھی کئی جماعتیں۔ اور افراد ہیں۔ جنہوں نے اس طرف کم توجہ کی ہے۔ یا بالکل نہیں کی۔ اس لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے وُہ نصائح شائع کئے جاتے ہیں۔ جو حضور نے ۱۹۳۱ء میں چندہ خاص کے متعلق فرمائے تھے۔ اور جو بہت ہی مؤثر ثابت ہوئے تھے۔ ناظر بیت المال - قادیان -

آپ کے راستہ میں مشکلات ہیں۔ تو یاد رکھیں۔ کہ یہ مشکلات اوروں کے راستہ میں بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے وُہ خدا تعالےٰ کی راہ میں قربانی سے نہیں ڈرے۔ بلکہ ابھی اور قربانی کرنے کو تیار رہیں ؛

اگر آپ کے اخراجات کی زیادتی آپ کے لئے مانع ہے۔ تو یاد رکھیں۔ کہ اخراجات کی زیادتی کے ذمہ دار زیادہ تر آپ ہی ہیں۔ سلسلہ کی ذمہ واری دوسرے نمبر پر نہیں۔ بلکہ پہلے نمبر پر ہے ؛

آپ کو ان دلیلوں سے تسلی نہیں ہونی چاہیئے۔ جن سے آپ لوگوں کو خاموش کرا سکیں۔ بلکہ ان سے جو قیامت کے دن خدا تعالےٰ کے سامنے پیش کرسکیں ؛

ایک وقت تھا۔ کہ ہندوستان قربانی سے خالی تھا۔ اس وقت آپ کی قربانی بڑی نظر آتی تھی۔ اب ہندوستان میں قربانی کا احساس ہوگیا ہے۔ اور دوسری اقوام سے زیادہ قربانی کئے بغیر آپ سرخرو نہیں ہوسکتے ؛

وُہ شخص جو اس بات کی انتظار میں رہتا ہے۔ کہ کوئی دُوسرا مجھے تحریک کرے۔ وُہ اپنے ایمان کی فکر کرے۔ مومن کا کام نیک تحریک کرنا ہے۔ نہ کہ دوسرے کی تحریک کا منتظر رہنا ؛

وُہ شخص جو اپنے نفس کے لئے عذر تلاش کرنے میں لگا رہتا ہے۔ ناکام رہتا ہے۔ کامیابی کا مونہہ وہی دیکھتا ہے۔ جو اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں سختی سے کام لیتا ہے ؛

یہ مت خیال کرو۔ کہ تم امتحان میں پڑگئے۔ یہ تو محض امتحان کی تیاری ہے۔ امتحان تو آنے والا ہے۔ جو آج گھبراتا ہے۔ اس کا کل کیا حال ہوگا ؛ مبارک ہیں وُہ جو ہر امتحان کے لئے تیار رہتے ہیں۔ جنہیں اس امر کا صدمہ نہیں۔ کہ ان سے قربانی کیوں طلب کی جاتی ہے بلکہ اس امر کا خوف ہے۔ کہ حقیقی قربانی کے مطالبہ سے پہلے وُہ اس دُنیا سے رخصت نہ ہوجائیں۔ ہاں مبارک ہیں وُہ کیونکہ فتح اُن ہی کے نام لکھی جائے گی ؛

خاکسار :- میرزا محمود احمد

درخواست امداد میں الیف۔ ایس۔ سی کا امتحان پاس کرچکا ہوں۔ بی۔ اے میں داخل ہونے کے لئے اخراجات کا کچھ انتظام ہوگیا ہے۔ اگر کوئی صاحب استطاعت بھائی ازراہ نوازش مجھے پندرہ یا دس روپے کی باقاعدہ ماہوار امداد بطور قرضِ حسنہ عطا فرمائیں۔ تو اُن کا بہت ممنون ہوں گا۔ خاکسار ایم۔ اے۔ چوہدری معرفت خان بہادر محمد ایوب خاں صاحب۔ او۔ بی۔ ای۔ دلشاد منزل خلیپورہ مراد آباد

پتہ درکار ہے عبدالواحد صاحب جالندھری جو ۲۷-۱۹۲۶ء میں

پیدل سفر کشمیر اگر چند دوست مل کر سری نگر کی طرف پیدل جانے کو تیار ہوں۔ تو ماسٹر محمد ابراہیم صاحب

یاد دہانی الفضل کے متعلق

جیسا کہ میں نے پچھلے ہفتے احباب کرام کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کی تعمیل ہر احمدی کا فرض ہے۔ کہ وہ الفضل کی اشاعت بڑھانے میں خاص توجہ دے۔ اب پھر میں توجہ دلاتا ہوں۔ کہ ہر مقام کے معتمدین اس بارے میں اپنی کوششوں سے مجھے مطلع فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔ میں ایسے اصحاب کا نام شکریہ کے ساتھ اخبار میں شائع کراؤں گا۔ ہر مقام میں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ کون کون صاحب باوجود استطاعت الفضل نہیں منگواتے۔ اور ادھر اُدھر سے پرچہ لے کر کام چلا لیتے ہیں۔ ان کو متوجہ کیا جائے کہ الفضل منگوا کر [illegible] قادیان [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

گاندھی جی انتہائی مایوسی اور نا امیدی کے بھنور میں

کانگرس اور سابرمتی آشرم کا فیصلہ

گاندھی جی نے پونا کانفرنس میں جو محض اس لئے منعقد کی گئی تھی۔ کہ سول نافرمانی کو ترک کرنے پر غور کیا جائے۔ کانفرنس کے اکثر ممبروں کی خواہش کے خلاف یہ فیصلہ دیا کہ "سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا قومی شکست کے مترادف ہے"۔ اور پھر حکومت کی اس صاف و صریح پالیسی کو جانتے ہوئے۔ کہ وہ سول نافرمانی کو ترک کرائے بغیر کانگرس سے کسی قسم کی گفتگو کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وائسرائے ہند کے پاس ملاقات کرنے کی درخواست بھیج دی:۔

وائسرائے کے متعلق گاندھی جی کا خیال

غالباً گاندھی جی کا خیال تھا۔ جب وائسرائے کو معلوم ہوگا کہ گاندھی جی نے سول نافرمانی ترک کرنے سے کلیۃً انکار کر دیا ہے۔ تو وہ کانپ اٹھیں گے۔ اور جب ان کے سامنے ملاقات کی درخواست پیش ہوگی۔ تو وہ بصد شوق اسے منظور کر لیں گے۔ پھر گاندھی جی جو چاہیں گے۔ منوا لیں گے۔ اگرچہ اس غلط فہمی میں مبتلا ہونے کی کوئی معمولی سے معمولی وجہ بھی نہ تھی لیکن گاندھی جی نے اپنے طریق عمل سے یہی ظاہر کیا:۔

شکست کو چھپانے کی کوشش

سول نافرمانی ترک کرنے سے انکار کرتے ہوئے وائسرائے ہند سے ملاقات کرنے کی درخواست گاندھی جی نے اس لئے کی۔ کہ اگر سول نافرمانی ترک کر دی گئی۔ تو اس کا مطلب یہ سمجھا جائے گا۔ کہ کانگرس نے حکومت کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ اور اپنی کامل شکست تسلیم کر لی ہے۔ ایسی حالت میں حکومت کانگرس کے مطلق العنان نمائندہ سے وہی سلوک کرے گی۔ جو ایک شاندار فتح حاصل کرنے والی طاقت۔ ذلت آفرین شکست پانے والے مخالفین سے کیا کرتی ہے۔ اس انجام سے بچنے کے لئے ایک طرف تو یہ ظاہر کیا گیا۔ کہ سول نافرمانی کو بند کر کے قومی شکست کا اقرار نہیں کیا جا سکتا۔ اور دوسری طرف مصالحت کی درخواست پیش کر دی گئی۔ ظاہر ہے کہ حکومت سے یہ بات پوشیدہ نہیں رہ سکتی تھی۔ وہ حکومت جو اپنے وسیع ذرائع معلومات کی بناء پر بہت پہلے سے یہ اعلان کر رہی تھی۔ کہ کانگرس ہر پہلو سے ناکام ہو چکی ہے۔ اور جسے اچھی طرح معلوم تھا۔ کہ سول نافرمانی ترک نہ کرنے کا اعلان محض دھمکی ہے جس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ وہ اپنی اعلان کردہ پالیسی کو گاندھی جی کی ہوشیاری کی نذر کیونکر کر سکتی تھی۔ وائسرائے نے کھرا کھرا جواب دے دیا۔ کہ حکومت کسی ایسی ایسوسی ایشن کے نمائندے سے گفت و شنید نہیں کر سکتی جس نے سول نافرمانی کو ترک نہ کیا ہو:۔

گاندھی جی کی دلداری

اگرچہ گاندھی جی کے پیروؤں نے وائسرائے کے مایوس کن جواب پر گاندھی جی کی بے حد دلداری کرنے کی کوشش کی۔ اور یہاں تک کہہ دیا گیا۔ کہ وائسرائے نے ملاقات کرنے سے انکار کر کے صلح کا ایسا موقعہ کھو دیا ہے۔ جو حکومت کو کبھی ہاتھ نہ آئے گا۔ اور حکومت کو اب ایسی مشکلات میں سے گزرنا پڑے گا۔ جو آج تک اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں آئیں۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا۔ کہ ملاقات کی درخواست کرنے پر گاندھی جی کی شان پہلے سے بھی بلند ہو گئی ہے کیونکہ دنیا ان کی نیک نیتی اور صلح جوئی کا اعتراف کرنے پر مجبور ہے لیکن وائسرائے نے ملاقات سے انکار کر کے اپنی شکست کا اعتراف کر لیا ہے۔ اور ظاہر کر دیا ہے۔ کہ حکومت کا سب سے بڑا نمائندہ ہندوستان کے نیم برہنہ فقیر کے مقابلہ میں دلائل اور معقولیت کے میدان میں آنے کی جرأت نہیں رکھتا:۔

گاندھی جی کا دل ٹوٹ گیا

یہ اور اسی قسم کی اور بہت سی باتیں کہی گئیں۔ اور بڑے زور شور سے کہی گئیں۔ لیکن اپنے منصوبہ میں ناکامی اور مستقبل کی بھیانک تاریکی نے گاندھی جی کا ایسا دل توڑا۔ کہ وہ کسی پہلو قرار نہ پا سکے اور کسی قسم کی تسلی انہیں برقرار نہ رکھ سکی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وائسرائے کے جواب کے بعد انہوں نے جو کچھ کیا۔ اس سے نہ صرف ان کی حد سے بڑھی ہوئی مطلق العنانی کا ثبوت ملتا ہے۔ بلکہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مایوسی اور نا امیدی ان کی رگ رگ میں سرایت کر چکی ہے۔ اور وہ اسی قسم کی حرکات کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ جو ایک دل چھوڑ دینے والا انسان یاس کے گڑھے میں گر کر کیا کرتا ہے:۔

کانگرس کو درہم برہم کر دیا گیا

کجا تو یہ کہ انہوں نے چند ہی روز قبل پونا کانفرنس میں یہ اعلان کیا تھا۔ کہ سول نافرمانی بند نہیں ہو سکتی۔ اس کا بند کرنا تو شکست کے مترادف ہے۔ اور کجا یہ کہ وائسرائے کے انکار کے بعد کانگرس کے صدر دسٹرا نیے سے انہوں نے جو اعلان کرایا۔ اور جس کے متعلق وہ لکھتے ہیں۔ کہ

"مسٹر انیے نے جو ہدایات شائع کی ہیں۔ وہ سب میرے حکم سے کی گئی ہیں"۔ (ملاپ ۲۸ جولائی)

اس میں نہ صرف سول نافرمانی کو واپس لے لیا۔ بلکہ کانگرس کے تمام نظام کو ہی درہم برہم کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک طرف تو اجتماعی سول نافرمانی کے پروگرام کو جس پر دو ڈیڑھ سال سے عمل کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ اور جس کے ماتحت ایک خاصی تعداد کو جیل میں جانا پڑا۔ واپس لے لیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف تمام کانگرس کمیٹیوں کو توڑ دیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ آل انڈیا کانگرس کمیٹی بھی توڑ دی گئی ہے۔ اور کانگرس کا کوئی نظام باقی نہیں رکھا گیا:۔

اب کیا ہوگا؟

اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ ایک کانگرسی اخبار کے الفاظ میں یہ کہ "آئندہ حکومت کے خلاف خفیہ یا علانیہ طور پر ملک کے اندر کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جائے گا۔ جس میں اہل ملک کی عام امداد شامل ہو۔ یا جسے پبلک کے سرمایہ اور پبلک کے عمل سے کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے۔ عوام الناس کو سول نافرمانی کرنے کی دعوت نہیں دی جائیگی۔ اور نہ خفیہ طور پر رضا کاروں کو اس لئے جمع کیا جائے گا۔ کہ وہ حکومت کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کریں۔ غرض وہ تمام سرگرمیاں جن سے اجتماعی سول نافرمانی کی تحریک عبارت تھی۔ قطعاً بند ہو جائیں گی۔ اور خود وہ کمیٹیاں بھی ختم ہو جائیں گی۔ جنہوں نے ان سرگرمیوں کو کسی نہ کسی طرح جاری رکھا تھا"۔

گاندھی جی کے متعلق محتاط رائے

چند ہی روز کے اندر اندر جس شخص کے خیالات میں اتنا بڑا انقلاب آ سکتا ہے۔ جو اپنے صاف اور واضح اعلان کے بالکل خلاف طریق عمل اختیار کر سکتا ہے۔ جو کانگرس کی خلاف قانون سرگرمیوں کو روکتا ہوا اس کی اینٹ سے اینٹ بجا کر رکھ دیتا ہے۔ اس کے متعلق اس سے نرم اور محتاط رائے اور کیا قائم کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ مایوسی اور نا امیدی کے

انتہائی مقام پر پہنچکر وہ دماغی توازن کھو بیٹھا ہے ؛

گاندھی جی اور وائسرائے کی ملاقات

اب کہا جا رہا ہے۔ اور انہی لوگوں کی طرف سے کہا جا رہا ہے جو یہ کہتے تھے۔ کہ گاندھی جی نے سول نافرمانی ترک نہ کرنے کا اعلان کرکے کانگرس کو شکست کے داغ سے بچالیا ہے۔ کہ

"کانگرس نے اپنی جنگ کو واپس لے لیا ہے۔ اور غیر مشروط طریقہ پر واپس لے لیا ہے۔ یعنی اس کی طرف سے یہ کوئی شرط نہیں لگائی گئی۔ کہ اگر حکومت نے ایسا کیا۔ تو اجتماعی سول نافرمانی واپس لے لی جائے گی۔ اس کی واپسی غیر مشروط ہے۔ اور اس کا نفاذ بھی ہو چکا ہے۔ اس لئے اب گاندھی جی سے ملاقات کرنے میں لارڈ ولنگڈن کو قطعاً تامل نہ ہونا چاہیئے" (الجمعیۃ ۲۸ - جولائی)

یہی نہیں۔ بلکہ یہ بھی اقرار کیا جا رہا ہے۔ کہ کانگرس نے سول نافرمانی ترک کرنے کے متعلق حکومت کا مطالبہ پورا کر دیا ہے۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۹ - جولائی) لکھتا ہے :-

"جب کانگرس نے گورنمنٹ کے مطالبہ کو بھی پورا کر دیا۔ تو اب بھی اگر گورنمنٹ صلح کی طرف نہ جھکے۔ تو دنیا گورنمنٹ پر الزام رکھے گی"

یہ سب کچھ صحیح بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ گاندھی جی نے حکومت کے مطالبہ سے بھی آگے بڑھ کر دکھا دیا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے۔ کہ جس شخص کی دماغی حالت اس قسم کا حیرت انگیز مظاہرہ کر سکتی ہے۔ وہ اس قابل بھی ہے۔ کہ حکومت کروڑوں انسانوں کی قسمت کا فیصلہ کرنے کے لئے اسے نمائندہ تسلیم کرے۔ اور اس کے ساتھ صلح کی بات چیت کرے؟ اگر حکومت ایسا کرے۔ تو کیا دنیا اس پر الزام نہ لگائے گی۔ کہ اس نے ایک ایسے شخص کو ہندوستان ایسے وسیع ملک کا نمائندہ تسلیم کیا۔ جسے اپنے آپ پر بھی ضبط حاصل نہیں ہے

سابرمتی آشرم کا خاتمہ

گاندھی جی نے کانگرس کے ساتھ جو سلوک کیا ہے۔ وہ انہیں قابل رحم اور قابل عبرت تو قرار دیتا ہے۔ لیکن اس بات کا مستحق ہرگز نہیں ٹھیراتا۔ کہ وائسرائے ہند ان کو اہل ہند کا نمائندہ تسلیم کرکے ان سے صلح کی گفتگو شروع کر دیں۔ پھر رہی سہی کسر گاندھی جی نے اپنے آشرم کو تباہ کر دینے کی تجویز سے پوری کر دی ہے۔ وہ پونا سے اپنے سابرمتی آشرم کے لئے یہ کہکر روانہ ہوئے تھے۔ کہ آشرم نواسیوں سے ملنے کے لئے بے قرار ہیں۔ اور اگر ان سے ملاقات کئے بغیر انہیں جیل بھیجدیا گیا۔ تو اس کا ان کو بہت افسوس ہو گا۔ لیکن آشرم میں پہونچکر انہوں نے یہ اعلان کر دیا۔ کہ اسے بالکل توڑ دیا جائے گا۔ یہ آشرم گزشتہ اٹھارہ سال سے قائم ہے۔ اور گاندھی جی اسے نہایت مفید اور اپنی عزیز ترین چیز سمجھتے رہے ہیں۔ اب یکایک اسے توڑ دینے کا فیصلہ انہی اثرات کے ماتحت معلوم ہوتا ہے۔ جو کانگرس کو درہم برہم کرنے کا موجب ہوئے ؛

گاندھی پرستوں کیلئے سامان عبرت

معلوم ہوتا ہے۔ مصلحت خداوندی جلد سے جلد ایسے اسباب پیدا کر رہی ہے۔ کہ وہ لوگ جو گاندھی جی کے پنجہ استبداد میں گرفتار ہیں۔ جنہوں نے عقل و فکر سے کام لینا چھوڑ رکھا ہے۔ اور جو اندھادھند تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اگر چاہیں۔ تو بچ سکیں۔ پیش آمدہ حالات پر غور کرنے والا ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہیں کر سکتا۔ کہ گاندھی جی جو کچھ کر رہے ہیں۔ اس میں عاقبت اندیشی اور دور بینی کا کوئی شائبہ پایا جاتا ہے۔ بلکہ یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ایک دل شکستہ اور مایوسی زدہ انسان مستقبل سے بے نیاز ہو کر جہاں تک اس کی رسائی ہے۔ ابتری پھیلا رہا ہے ؛

بھرم قائم رکھنے کی کوشش

ان حالات میں بھی خاص حلقوں کی طرف سے کوشش کی جا رہی ہے کہ گاندھی جی کا بھرم قائم رہے۔ اس کے لئے عجیب عجیب خیال آرائیاں کی جا رہی ہیں۔ اور حیرت انگیز ہوائی قلعے تعمیر کئے جا رہے ہیں۔ مثلاً "ملاپ" (۲۸ - جولائی) لکھتا ہے :-

"مہاتما گاندھی کوئی غیر معمولی قدم اٹھانے والے ہیں۔ اور اس کی تیاری کے لئے انہوں نے اپنی انتہائی پیاری چیز سابرمتی آشرم یا ستیہ آگرہ آشرم کو بھی توڑ دیا ہے۔ اور آشرم میں رہنے والے قریباً ایک سو ستیہ آگرہیوں کی اکثریت بھی ان کے پروگرام میں حصہ لینے پر تیار ہو گئی ہے۔ یہ نیا پروگرام کیا ہے۔ ابھی تک کسی کو بھی پتہ نہیں حتے کہ مہاتما جی کے انتہائی قریبی عزیزوں کو بھی معلوم نہیں۔ کہ مہاتما جی کس طرف قدم اٹھانے والے ہیں۔ لیکن نامہ نگار کا بیان ہے۔ کہ اس قدم سے دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنسنی۔ اور ہل چل مچ جائے گی۔ اور سب بھونچک رہ جائیں گے۔ نا معلوم وہ کونسا حیرت انگیز پروگرام تیار کیا گیا ہے"

گاندھی جی کیا کریں گے

اس سے بڑھ کر اندھی تقلید اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ یہ پتہ ہی نہیں۔ گاندھی جی کریں گے کیا۔ اور نہ اس وقت تک گاندھی جی نے کسی کو کچھ بتایا ہے۔ لیکن کہا یہ جاتا ہے۔ کہ جو کچھ وہ کریں گے۔ اس کی وجہ سے دنیا کے ایک سرے سے لے کر دوسرے سرے تک سنسنی پھیل جائے گی۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ کچھ بھی نہیں ہو گا ایک مایوس اور شکستہ دل سوائے اس کے کر بھی کیا سکتا ہے۔ کہ جس چیز تک اس کا ہاتھ پہونچے۔ اسے نوچ گھسوٹ کر پھینک دے۔ اور زیادہ سے زیادہ یہ کہ خودکشی کرلے۔ لیکن اگر کسی رنگ میں یہ انتہائی قدم بھی اٹھایا گیا۔ تو بھی اسے کچھ وقعت نہ دیجائیگی ؛

شیخ تاج محمد صاحب کی برخاستگی

افسوس کہ شیخ تاج محمد صاحب سابق کنٹرولر آف اکاؤنٹس پشاور کو ملازمت سے برخاست کر دیا گیا۔ اور مسلم پریس اور اسلامی انجمنوں نے ان کے معاملہ میں جو چیخ و پکار کی تھی۔ اس کا کوئی اثر نہ ہوا ؛

شیخ صاحب موصوف ایک اعلیٰ عہدہ پر فائز تھے۔ بائیس سو روپیہ ماہوار تنخواہ پاتے تھے۔ اور پچیس سال سے سرکاری فرائض نہایت دیانت داری اور قابلیت سے ادا کر رہے تھے۔ ان کو جس قسم کی تحقیقات کے بعد ملازمت سے برطرف کر دیا گیا ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ نہ ان کے سامنے کسی گواہ کی شہادت ہوئی۔ نہ کسی گواہ کے بیان پر جرح کرنے کا موقعہ دیا گیا۔ اور نہ کوئی دلیل پیش کیا جا سکا۔ اس طرح ایک معزز آدمی کی قسمت کا فیصلہ کر دیا گیا۔ اگر ان الزامات کو جو شیخ صاحب موصوف پر لگائے گئے۔ اتنی اہمیت حاصل تھی۔ کہ ان کے متعلق تحقیقات کی جاتی۔ تو ضروری تھا۔ کہ بذریعہ کمیشن تحقیقات کرائی جاتی۔ لیکن نا معلوم کیوں ایسا نہیں کیا گیا۔ اور شیخ تاج محمد صاحب کو موقوف کر دینے کے علاوہ مسلمانوں کے دلوں پر یہ چرکہ بھی لگایا گیا۔ کہ تحقیقات میں صفائی پیش کرنے کا پوری طرح موقعہ نہیں دیا گیا۔

سرکاری محکمہ اطلاعات اور "پرتاپ"

مسلمانوں کی طرف سے جب سرکاری ملازمتوں کے متعلق یہ مطالبہ ہوا کرتا ہے۔ کہ آبادی کی نسبت سے ملنی چاہئیں۔ اور جن محکموں پر ہندوؤں نے قبضہ جما رکھا ہے۔ ان میں مسلمانوں کو بھی داخل ہونے کا موقعہ دینا چاہیئے تو ہندو کہتے ہیں۔ مسلمان خواہ مخواہ چھوٹی چھوٹی باتوں میں الجھتے رہتے ہیں کیا حکومت کی ملازمت بھی کوئی قابل فخر بات ہے۔ کہ اس کے لئے مطالبہ کیا جائے۔ یہ تو غلامی ہے۔ اور سرکاری ملازمتیں تو حکومت کی پھینکی ہوئی ہڈیاں ہیں۔ ان کے حصول کی کوشش کرنا دانائی نہیں۔ لیکن جب کسی محکمہ میں دو چار مسلمانوں کو بھی دیکھتے ہیں۔ تو شور مچا دیتے ہیں۔ چنانچہ "پرتاپ" (۲۸ - جولائی) نے حکومت پنجاب کے محکمہ اطلاعات کو اس لئے "مسلمانوں کا محکمہ" قرار دے دیا ہے۔ کہ اس محکمہ کے ڈائرکٹر خان صاحب فضل الٰہی صاحب ہیں۔ اور پریس برانچ کے سپرنٹنڈنٹ چوہدری محمد حسین صاحب۔ حالانکہ ان کے ماتحت ملازمین میں ہندو اور سکھ کیا بلحاظ تنخواہ۔ اور کیا بلحاظ عہدہ مسلمانوں کی نسبت قریباً مساوی ہیں۔ اگر کسی محکمہ کے انچارج کے مسلمان ہونے کی وجہ سے وہ "مسلمانوں کا محکمہ" کہلا سکتا ہے۔ تو کیوں ان محکموں کو "ہندوؤں کے محکمے" نہ کہا جائے۔ جن میں انچارج بھی ہندو ہیں۔ اور ماتحتوں میں بھی سراسر ہندو بھرے پڑے ہیں ؛

"پرتاپ" کو خود بھی جب یہ محسوس ہوا۔ کہ اس محکمہ کے ملازمین کے جو نام اس نے پیش کئے ہیں۔ ان کے رو سے وہ اسے "مسلمانوں کا محکمہ" ثابت نہیں کر سکتا ص۴

ص۴ - تو اسے یہ لکھنا پڑا۔ کہ "جس طریق سے اس محکمہ میں بھرتی ہو رہی ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا۔ کہ چند سالوں کے بعد کوئی ہندو اس محکمہ میں نظر نہ آئے گا" جب ایسا ہو گا۔ اسوقت دیکھا جائیگا۔ لیکن کیا اسوقت جن محکموں میں کوئی مسلمان نظر نہیں آتا۔ یا ہندوؤں اور سکھوں کے مقابلہ میں بہت قلیل ہیں۔ ان میں مسلمانوں کو اپنا حق حاصل کرنے کا موقعہ دینے کے لئے ہندو تیار ہیں ؛

احمدیت کے خلاف "سیاست" کے سلسلۂ مضامین پر ایک اجمالی نظر

جناب مولانا سید حبیب صاحب مالک اخبار "سیاست" نے ایک طویل سلسلہ مضامین بعنوان "تحریک قادیان" اپنے اخبار میں ۲۱ اپریل ۱۹۳۳ء سے شروع کر رکھا ہے۔ جو اس وقت چالیس کے قریب قسطوں تک پہنچ چکا ہے۔ اور نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اور کتنا طول کھینچے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوا ہے۔ کہ سید صاحب کے بیان کردہ بعض امور کے متعلق فوری طور پر اظہار خیالات کیا جائے۔

سید صاحب نے اپنے مضامین کی مختلف اقساط میں اس بات کا ذکر کیا ہے۔ کہ ان کے احباب ان کے طرز استدلال کی بہت تعریف کر رہے ہیں۔ اسی ضمن میں ان مضامین کی مقبولیت اور اثر کا اظہار کرتے ہوئے "سیاست" ۲۸ جون میں نہایت شاندار طریق سے یہ خبر شائع ہوئی۔ کہ میاں محمد کریم صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ لائلپور ان مضامین سے متاثر ہو کر احمدیت سے تائب ہو گئے ہیں۔ مگر چونکہ یہ خبر غلط تھی۔ اس لئے "الفضل" ۶ جولائی میں بعنوان "سیاست کی غلط بیانی" اس کی تردید شائع کی گئی جس میں ضمناً یہ ذکر بھی کیا گیا۔ کہ سید صاحب کے مضامین میں کوئی خاص بات جدت کے رنگ میں نہیں پائی جاتی۔ بلکہ آپ پرانے اعتراضات کو ہی جو مخالفین سلسلہ احمدیہ ہمیشہ کرتے رہتے ہیں۔ اور جن کے بارہا جواب دیئے جا چکے ہیں۔ دہرا رہے ہیں۔ لہٰذا ان کی اس قدر اہمیت ظاہر کرنا۔ کہ ان کی وجہ سے لوگ احمدیت سے تائب ہو رہے ہیں۔ اور اس کے لئے جھوٹی خبر شائع کرنا افسوسناک ہے۔

سید صاحب الفضل کے اس نوٹ کو پڑھ کر سخت برافروختہ ہو گئے۔ اور آپ نے "تہذیب قادیان" کے موٹے عنوان سے الفضل کے نوٹ کو اپنے اخبار میں درج کر کے اس کے انداز تحریر کو تہذیب سوز اور دلآزار قرار دیا۔ بلکہ یہاں تک لکھ دیا۔ کہ الفضل کی اس تحریر کا میری تحریروں سے مقابلہ کیا جائے۔

سید حبیب صاحب کا چیلنج

گو اس میں شک نہیں۔ کہ سید صاحب کا عام انداز تحریر بعض لوگوں کے انداز تحریر کی نسبت سنجیدہ ہے۔ اور اس امر کا اعتراف کرنا ہمارا اخلاقی فرض ہے، مگر اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی کہوں گا۔ کہ وہ ہرگز ایسا نہیں۔ کہ سید صاحب ہمیں الفضل کی تحریر سے اس کا مقابلہ کرنے کا چیلنج دیں۔ کیونکہ سید صاحب نے اپنے مضمون کے دوران میں کسی معمولی اخبار نویس یا سیاسی لیڈر کے خلاف نہیں، بلکہ ایک ایسی ہستی کے خلاف جسے ایک بڑی جماعت مامور من اللہ اور نبی اللہ سمجھتی ہے۔ نہایت دلآزار الفاظ استعمال کئے ہیں۔ اور تعجب تو یہ ہے۔ کہ سید صاحب نے جس مضمون میں یہ چیلنج دیا ہے۔ اسی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات پر نہایت ناروا حملے کئے ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"مدیر الفضل کا مجھ پر حق عائد ہوتا ہے۔ کہ میں اعلان کر دوں کہ وہ آخر مرزا صاحب کے مرید ہی ہیں۔ تہذیب سوز تحریر میں اپنے پیشوا پر سبقت نہیں لے جا سکتے" آگے چل کر اس سے بھی زیادہ افسوسناک طریق پر لکھتے ہیں۔ "اگر قادیان مرزا صاحب کے لئے محمدی بیگم کے علاوہ کوئی اور آسمانی دلہن تلاش کرے۔ اور مرزا صاحب سے جدید پیشگوئیاں حاصل کر سکے۔ جو غلط ہوں۔ تو ہم بھی محمدی بیگم کے قصہ کو چھوڑ کر افسانہ جدیدہ کو تنقید کی روشنی میں پیش کریں گے"۔

سید صاحب سے شکایت

"الفضل" نے جو کچھ لکھا۔ اس میں سید صاحب کی ذات پر کوئی حملہ نہیں کیا گیا۔ بلکہ جیسا کہ امر واقعہ تھا۔ صرف اس قدر لکھا کہ یہ "سیاست کی غلط بیانی" ہے۔ جس کا ذمہ دار جھوٹی خبر بھیجنے والا نامہ نگار یا "سیاست" کا ماتحت عملہ ہو سکتا ہے۔ مگر ہمیں تو یہ شکایت ہے۔ کہ سید صاحب نے اپنے مضامین میں ہمارے مقتداء و پیشوا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بے جا حملے کر کے آپ کے لاکھوں متبعین کے قلوب کو مجروح کیا ہے۔ جو قوانین انسانیت کے رو سے بھی ایک کبیرہ گناہ ہے۔

سید صاحب کی حیثیت ایک سیاسی لیڈر یا مالک اخبار ہونے کے لحاظ سے خواہ کچھ ہی ہو۔ اس سے غالباً انہیں بھی انکار نہ ہوگا کہ ان کو ایک ایسی ہستی کے مقابل پر کھڑا نہیں کیا جا سکتا۔ جسے ایک بڑی جماعت خدا تعالےٰ کا فرستادہ اور نبی یقین کرتی ہے۔ اگر سید صاحب یہ کہیں۔ کہ میں تو ان کو نبی نہیں سمجھتا۔ یا یہ کہ میں نے جو کچھ لکھا۔ وہ واقعات اور دلائل کی روشنی میں لکھا۔ تو اس کے متعلق گزارش ہے۔ کہ آریہ اور عیسائی بھی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم اور دیگر انبیاء کرام پر حملے کرتے وقت یہی عذر پیش کیا کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے آپ ان کی تحریرات کو خلاف تہذیب قرار دے کر ان کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہیں۔ پس انصاف کا تقاضا تو یہ ہے۔ کہ مخالفین اسلام کے جس فعل کو آپ خلاف تہذیب و انسانیت سمجھتے ہیں۔ اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابل پر بھی خلاف تہذیب و انسانیت سمجھیں۔

سید صاحب کا انداز تحریر

اب میں ذیل میں سید صاحب کے مضمون سے چند ایسے اقتباسات درج کرتا ہوں۔ جن سے آپ کے اس دعوے کو بآسانی پرکھا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کی تحریر "الفضل" کے نوٹ کے مقابل میں زیادہ "مہذب" ہے۔

(۱) "اگر مدعی نبوت کی تحریریں سوقیانہ پن ہو۔ تو وہ بھی اس کے دعویٰ کی تردید میں کام دے سکتا ہے۔ ۔ ۔ ۔ مرزا صاحب کی تحریر بعض اوقات معیار تہذیب سے گر جاتی ہے۔" (قسط یازدہم)

(۲) "ایک کلرک تھا۔ کہ پندرہ روپے کی حیثیت سے پندرہ لاکھ پر پہنچ گیا۔ اس کے مخالف اس کے دعاوی کے متعلق یہ زیادہ آسانی سے کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کا اصلی مدعا طلب زر و اکتساب متاع قلیل تھا۔" (قسط شانزدہم)

(۳) "مرزا صاحب نے خفا ہو کر جو کچھ کہا۔ وہ ان کے ایسے بلند پایہ انسان کی شان کے لائق نہ تھا۔ مرزا صاحب کی اردو کمزور اور پھس پھسی تھی۔ تو کیا وہ متبحر عالم تھے۔ لہٰذا یہ سب افعال ان کی شان سے بطور عالم و انسان بعید تا بہ نبی اللہ چہ رسد"
(قسط بست و پنجم)

(۴) "مرزا صاحب نے خاتون موصوفہ کے حصول کی خاطر تخویف و تحریص کا جو سلسلہ شروع کیا تھا۔ اس کا بدترین مظاہرہ اس وقت ہوا۔ جب آپ نے مایوس ہو کر اپنے بیٹے سے قطع تعلق کر لیا۔ اس لئے کہ اس نے ناکام باپ کے اشارہ پر چلتے ہوئے اپنی بے گناہ بیوی کو طلاق دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرزا صاحب نے جو کچھ کیا۔ وہ نبی اللہ تو بہت بڑی بات ہے۔ ایک عام انسان کے شایان شان بھی نہیں تھا۔ لیکن مرزا صاحب کے بعض ایسے افعال و اقوال جو ایک عام انسان کے شایان شان بھی نہیں ہیں۔ اسی ایک مثال تک محدود نہیں بلکہ اس کی کئی ایک مثالیں آسانی سے پیش کی جا سکتی ہیں"۔
(قسط بست و ششم)

(۵) "گذشتہ قسط میں ان امور کا ذکر ہوا ہے۔ جو مرزا صاحب کے بعض افعال واقوال پر مشتمل تھے جن کے خلاف نرم ترین الفاظ میں صدائے احتجاج بلند کرنے والا بھی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مرزا صاحب کے یہ افعال واقوال ایک معمولی آدمی کے شایان شان بھی نہیں۔ تا بہ نبی اللہ چہ رسد" (قسط بست وہفتم)

(۶) نثر میں آپ مرزا صاحب کی تحریر کا وہ نمونہ ملاحظہ فرما چکے۔ جو بطور انسان ان کی شان کے شایاں نہ تھا۔ اب ذرا نظم میں ان کے غیظ وغضب کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں" ۔

(قسط بست وہشتم)

(۷) "یہ بات نہ صرف ایک نبی کی شان کے خلاف بلکہ ہر صاحب دیانت انسان کی شان کے شایاں بھی نہیں"

(قسط بست ہشتم)

(۸) "نبی تو درکنار یہ بات ایک عام انسان کی شان کے شایاں بھی نہیں"۔ (قسط بست وہشتم)

(۹) "میں نے ثابت کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کے بعض افعال واقوال ایک نبی کی شان سے تو کیا ایک عام آدمی کی شان سے بھی گرے ہوئے ہیں۔" (قسط بست ونہم)

ناظرین کرام! میں نے سید صاحب کے مضامین میں سخت تحریرات کے چند نمونے پیش کر دیئے ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کرلیں۔ کہ سید صاحب اپنے چیلنج میں کہاں تک حق پر ہیں

محقق کا فرض

سید صاحب نے اپنے مضمون میں "الفضل" کے اس ریمارک پر بھی کہ آپ کے مضامین میں کوئی جدت نہیں بلکہ فرسودہ اعتراضات کو ہی نقل کرنے پر اکتفا کی ہے۔ غیظ وغضب کا اظہار کیا ہے۔ لہذا ذیل میں چند ایسی مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ جن سے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچ جائے گا۔ کہ آپ نے واقعی تحقیق سے کام نہیں لیا۔ بلکہ مخالفین سلسلہ احمدیہ نے جو کتابیں لکھی ہیں۔ انہی سے اعتراضات کو نقل کر دیا ہے۔ حالانکہ ایک محقق انسان کا اولین فرض یہ ہے۔ کہ جب وہ کسی موضوع پر قلم اٹھائے۔ تو سب سے پہلے اس کے ہر پہلو کی بذات خود تحقیق کرے۔ مگر افسوس ہے۔ کہ سید صاحب نے اس فرض کو جو بحیثیت محقق آپ پر عائد ہوتا تھا۔ ادا نہیں کیا

دوسروں کے اعتراضات کی نقل

مضمون کی جو اقساط اس وقت تک شائع ہو چکی ہیں۔ ان کے سرسری مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ آپ نے بذات خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا مطالعہ کرنے کی تکلیف گوارا نہیں فرمائی۔ بلکہ بعض مخالفین کی کتابوں سے ایسے اعتراضات نقل کر دیئے ہیں۔ جن میں سے بعض کو آپ خود بھی نہیں سمجھ سکے اس وجہ سے ان کے بیان کرنے میں آپ سے فاش غلطیاں سرزد ہوئیں ۔

پہلی مثال

مثال کے طور پر قسط بستم ملاحظہ ہو جس میں آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی پیشگوئیوں پر بحث کرتے ہوئے چوتھے نمبر میں بعنوان "مرزا سلطان احمد کی موت کی پیشگوئی" تحریر فرماتے ہیں:۔ "مرزا صاحب نے دعوے کیا تھا۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب ۲۱ اگست ۱۸۹۴ء تک ضرور فوت ہو جائیں گے۔ اور یہ تاریخ ہرگز ٹل نہیں سکتی۔ ملاحظہ ہو شہادت القرآن ص ۸۰ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کو بہت ہی اہم اور عظیم الشان قرار دیا ہے۔ لیکن جن صاحب کے متعلق وہ پیشگوئی تھی۔ وہ تاریخ مقررہ سے ۲۹ سال بعد تک تو میرے علم کے مطابق زندہ تھے۔ انکی تاریخ وفات مجھے محفوظ نہیں۔ لیکن اس کی ضرورت بھی نہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ وہ تائب ہو کر رہے۔ اور مرزائی ہو چلے تھے۔ لیکن ایک نہایت ہی معزز اور شریف سید دوست نے مجھے یقین دلایا۔ کہ وہ مرزائی نہیں ہوئے تھے۔ لہذا یہ ایک اور پیشگوئی ہے۔ جو غلط نکلی" ۔

سید صاحب نے چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی کتاب شہادت القرآن کو خود نہیں پڑھا۔ بلکہ جیسا کہ میں قبل ازیں عرض کر چکا ہوں کسی مخالف کی کتاب میں مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی کی موت کا ذکر پڑھا۔ اور آپ اس سے یہ سمجھے۔ کہ یہ پیشگوئی خان بہادر صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کے متعلق ہے اور اسی بات کو ذہن میں رکھ کر آپ نے اعتراض کر دیا۔ کاش سید صاحب خود تحقیق کرتے ۔

اس امر کی مزید وضاحت کے لئے کہ سید صاحب کی مراد اس سے مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی نہیں۔ یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ مرزا سلطان محمد صاحب ساکن پٹی کا ذکر آپ نے قسط بست ودوم میں علیحدہ کیا ہے۔ اور اس کے متعلق آپ کو یقینی طور پر معلوم ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں۔ لیکن یہاں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کا ذکر کیا ہے۔ اسی لئے ان کو وفات یافتہ قرار دیا ہے نیز مرزا سلطان محمد ساکن پٹی کے متعلق کوئی احمدی یہ نہیں کہتا کہ وہ احمدی ہو گئے۔ ہاں خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب نے چونکہ بیعت کی تھی۔ اس لئے ان کے متعلق ہم کہتے ہیں۔ کہ وہ احمدی تھے۔ پس ان دونوں قرائن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سید صاحب کی مراد اس جگہ مرزا سلطان محمد ساکن پٹی سے نہیں۔ بلکہ خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم سے ہے۔ جو صریحاً غلط ہے ۔

دوسری مثال

منشی محمد یعقوب صاحب پٹیالوی نے اپنی کتاب عشرہ کاملہ ص ۱۳۰ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر سخت کلامی کا الزام لگاتے ہوئے نہایت ہی بددیانتی سے کام لے کر ایک نظم کو غلط طور پر حضرت اقدس کی طرف منسوب کیا ہے۔ اور افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ سید صاحب بھی بغیر تحقیق کئے۔ اس نظم کو اپنے مضمون کی قسط بست وہشتم میں نقل کر کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام پر نہایت گھناؤنے الفاظ میں حملہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"نثر میں آپ مرزا صاحب کی تحریر کا نمونہ ملاحظہ فرما چکے جو بطور انسان ان کی شان کے شایاں نہ تھا۔ اب ذرا نظم میں ان کے غیظ وغضب کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں"

اس نہایت ہی دلآزار ریمارک کی بنیاد جس نظم پر سید صاحب نے رکھی ہے۔ وہ ہرگز حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی نہیں کیا اس قسم کی انتہائی فروگذاشتوں کے باوجود سید صاحب کو یہ حق پہنچتا ہے۔ کہ وہ اپنی تحریرات کا "الفضل" کے نوٹ سے مقابلہ کرنے کا چیلنج دیں۔ آپ نے اس نظم کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

"ہر صاحب قلم کا فرض ہے۔ کہ وہ حوالہ دیتے ہوئے انتہائی احتیاط سے کام لے۔۔۔۔۔۔ اخلاق تہذیب و دیانت تحریر نے اس کو پابند کر دیا ہے۔ کہ وہ کسی کی تحریر میں تحریف نہ کرے ۔۔۔۔ انسان اگر کسی دوسرے انسان سے کوئی ایسی تحریر یا بات منسوب کرے۔ جو اس کی نہ ہو۔ تو یہ جائز نہ ہوگا"

مگر مجھے اس امر کے اظہار سے بے حد قلق محسوس ہو رہا ہے کہ سید صاحب نے اس زریں اصل کو خود ہی مدنظر نہیں رکھا اور ایک نہایت غیر ذمہ دارانہ طریق اختیار کیا۔ جس کی آپ سے امید نہ کی جا سکتی تھی۔ اس سے زیادہ اور کیا عرض کیا جائے۔

تیسری مثال

میں اس ضمن میں ایک اور ایسی ہی اندوہناک تحریر درج کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں سید صاحب نے محققانہ طریق اختیار نہیں فرمایا قسط ششم میں اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہوئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعوے کیا ہے۔ حضور کے الہام انت من ماءنا وھم من فشل کی وہ تشریح جو "عشرہ کاملہ" کے مصنف نے لکھی ہے پڑھ کر تحریر فرماتے ہیں:۔

"ماء سے مراد نطفہ لینا خارج از جواز نہیں۔ اس لئے کہ مرزا صاحب کے مرید خاص قاضی یار محمد صاحب نے اپنے ٹریکٹ موسوم بہ اسلامی قربانی میں ایک ایسا فقرہ لکھا ہے۔ جس میں خدا تعالے کی (معاذ اللہ) قوت رجولیت کا ذکر بھی موجود ہے۔ عورت بننے کا دعوے موجود ہو۔ نطفہ کا قصہ موجود ہو۔ تو اس مضمون پر ٹھنڈے دل یا تہذیب سے بحث کیسے اور کیونکر کی جا سکتی ہے۔"

سید صاحب نے تہذیب سے بحث کرنے سے عاجزی کی وجہ قاضی یار محمد کی تحریر کو قرار دیا ہے۔ مگر آپ نے یہ خیال نہ فرمایا۔ کہ قاضی یار محمد ایک معذور آدمی تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے

ایک الہام کے معنے کرنے میں حضور کی بیان کردہ تشریح کو چھوڑ کر اس شخص کی تحریر کو پیش کرنا جس کے حواس بجا نہ ہوں۔ قرین انصاف نہیں۔ مگر میں اس معاملہ میں آپ کو معذور سمجھتا ہوں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ مضمون لکھتے وقت آپ کے سامنے "عشرہ کاملہ" تھی۔ اور آپ نے اس کے مصنف کی شہادت پر یقین کرتے ہوئے حرف بحرف اسی کے الفاظ نقل کر دیئے ہیں

مخالفین اسلام آریوں اور عیسائیوں کا بھی یہی طریق ہے۔ کہ قرآن مجید اور صحیح احادیث کو چھوڑ کر ایسی ضعیف روایات کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ جن سے اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ التحیۃ والسلام پر اعتراض پڑ سکے۔ میں سید صاحب سے گزارش کروں گا۔ کہ وہ اس قدر سنجیدہ موضوع پر بحث کرتے ہوئے ایسا طریق اختیار نہ کیا کریں۔ جو ایک متلاشی صداقت اور محقق کی شان سے بعید ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض دوسرے الہامات اور رؤیا و کشوف پر بحث کے سلسلہ میں بھی سید صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریحات کا مطالعہ نہیں فرمایا۔ بلکہ مخالفین کی کتابوں میں سے ہی جن میں ان کو قابل اعتراض بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ مطالعہ کیا ہے۔ کیونکہ آپ کے پاس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں موجود نہ تھیں بلکہ جیسا کہ آپ نے اپنے مضمون کے دوران میں مختلف مقامات پر اس کا ذکر کیا ہے۔ آپ کے پاس مخالفین کی کتابیں تو کافی موجود تھیں۔ مگر سلسلہ احمدیہ کی کتابیں جن میں ان اعتراضات کے جوابات موجود ہیں۔ کوئی بھی نہ تھی۔ اور جو بعض کتابیں سید ولاور شاہ صاحب نے دی تھیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے ان کو پڑھا نہیں۔ کیونکہ ان میں سے ایک کتاب تبلیغ ہدایت بھی تھی۔ جو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے کی تصنیف ہے۔ مگر سید صاحب نے اسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالٰے بنصرہ العزیز کیطرف منسوب کیا ہے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور رؤیا و کشوف پر اعتراضات کرتے ہوئے البشریٰ کا حوالہ دیکھ کر آپ نے اسے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف سمجھا۔ حالانکہ یہ بابو منظور الٰہی صاحب کی مرتب کردہ کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے حضور کے الہامات کو یکجائی طور پر جمع کیا ہے۔ اور بعض جگہ اپنے ذاتی نوٹ بھی لکھے ہیں مجھے یقین ہے۔ اگر آپ البشریٰ کو بذات خود پڑھتے۔ تو وہ اعتراضات جو آپ نے مخالفین کی تشریحات کو پڑھ کر کئے ہیں۔ ہرگز نہ کرتے ؏

حج کے متعلق غلط فہمی

حج۔ جہاد اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی پر بحث کرتے ہوئے سید صاحب نے جو امور تحریر فرمائے ہیں ان سے آپ کی احمدیت کے لٹریچر اور عقائد سے قطعی ناواقفیت کا ثبوت ملتا ہے۔ ایک بانیت مخالف کا طریق تو ہمیشہ یہی ہوتا ہے۔ کہ وہ جس بات پر اعتراض کرنا چاہتا ہے۔ اسے بھیانک اور بدنما صورت میں پیش کرے۔ لیکن ایک سمجھدار اور با انصاف انسان کا فرض یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ مخالف کی تحریرات پر ہی اپنی تحقیق کا انحصار نہ رکھے۔ میں سید صاحب کی شرافت کو مدنظر رکھتے ہوئے یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اگر آپ کو احمدیت کے عقائد کے متعلق ذرا بھی ذاتی واقفیت ہوتی۔ تو آپ ہرگز وہ باتیں نہ لکھتے۔ جو آپ نے مخالفین کی گمراہ کن تحریرات کو پڑھ کر لکھی ہیں۔ مثلاً حج اور جہاد کے متعلق آپ نے ہماری طرف ایسے عقائد منسوب کئے ہیں۔ جن سے ہمیں دور کی بھی نسبت نہیں آپ فرماتے ہیں

"مرزا صاحب کے مریدوں نے اگر اصولاً نہیں۔ تو عملاً قادیان کو اپنا مرکز حج بنا لیا ہے۔ . . . . مجھے معلوم نہیں کہ کسی احمدی دوست نے حج کے لئے ارض مقدس حجاز کو جانے کی تکلیف گوارا کی ہو۔ لیکن یہ بات میں وثوق سے نہیں کہہ سکتا"

(قسط بست و چہارم)

جس شخص کی جماعت احمدیہ کے عقائد اور حالات سے واقفیت کا یہ حال ہو۔ کیا اسے حق پہنچتا ہے۔ کہ ہمارے عقائد کے متعلق صحیح رنگ میں بحث کر سکنے کا دعوےٰ کرے۔ اور کیا ہم اسے محقق کہہ سکتے ہیں۔ ہم محترم شاہ صاحب کی واقفیت کے لئے اس موقعہ پر صرف اس قدر عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دونوں جلیل القدر خلفاء یعنی حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ خلیفہ اول اور حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے حج بیت اللہ کیا۔ اور ان بزرگوں کے علاوہ ہر سال ذی استطاعت احمدی احباب حج کو جاتے ہیں۔ اور اس کا اعلان "الفضل" میں ہوتا ہے۔ اس سے غالباً آپ خود اس نتیجہ پر پہنچ جائینگے کہ حج بیت اللہ کے متعلق ہمارا عقیدہ کیا ہے۔ رہا یہ امر کہ قادیان میں آنا ظلی حج قرار دیا گیا ہے۔ سو اس کے متعلق واضح ہو۔ کہ ظلی حج سے مراد صرف اس قدر ہے۔ کہ جسطرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت اولےٰ سے مکہ معظمہ کو خدا تعالٰے نے مشرف و معزز کیا۔ اسی طرح آنحضور کی بعثت ثانیہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قادیان میں ہوئی۔ خدا تعالٰے نے قادیان کو بھی بطور ظل کعبہ معزز و مشرف کیا۔ پس اس میں علیحدگی اور مستقل حیثیت کا دعوےٰ نہیں اور بشرط استطاعت حج بیت اللہ کرنا ہمارے عقائد میں داخل ہے ؏

جہاد کے متعلق غلط فہمی

جہاد کے متعلق بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کو سمجھنے میں آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں

"مرزا صاحب کے مریدان کے اس فعل کو اسلام کی خدمت سمجھتے ہیں۔ کہ انہوں نے سیالکوٹ میں اپنا مشہور لیکچر دیتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ اللہ تعالےٰ نے ان کے وسیلہ سے قرآن کی آیات جہاد کی تنسیخ کا حکم بھیجا ہے"

مسئلہ جہاد میں ہمارے عقائد کے متعلق سید صاحب کو جو یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس کا اصلی باعث بھی یہی ہے کہ آپ نے اپنی معلومات کا انحصار مخالف لٹریچر پر رکھا ہے۔ اور اس پر طرہ یہ کہ ایسا غلط طریق کار اختیار کر کے آپ اپنے غصہ کا مندرجہ ذیل الفاظ میں اظہار کرتے ہیں۔

"تنسیخ جہاد کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے اگر کہیں کوئی لفظ ایسا قلم پر آجائے۔ جو گرمیٔ تحریر کا باعث ہو۔ تو مجھے معذور سمجھا جائے۔ اس لئے کہ جناب مرزا صاحب قادیان کے کسی قول و فعل کا مطالعہ کرتے ہوئے مجھے اس قدر تکلیف نہیں ہوئی۔ جسقدر کہ جہاد کے متعلق ان کے اعلان کے مطالعہ سے روح و قلب کو ایذا برداشت کرنی پڑی"

سید صاحب کو جو روحانی و قلبی ایذا برداشت کرنی پڑی۔ اس کی ذمہ واری خود انہی پر عائد ہوتی ہے۔ ورنہ حضرت مرزا صاحبؑ کا کوئی قول یا فعل ایسا نہیں جو کسی عقلمند انسان کو تکلیف پہنچانے کا باعث ہو سکے۔ جہاد کے متعلق سید صاحب نے جو یہ لکھا ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے قرآن کی آیات جہاد کو منسوخ کرنے کا دعوےٰ کیا۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ برخلاف دیگر فرقہ ہائے اسلامیہ کے صرف جماعت احمدیہ ہی ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کے ارشاد کے ماتحت قرآن میں کسی قسم کے نسخ کی قائل نہیں۔ حضرت مرزا صاحبؑ نے کبھی یہ نہیں فرمایا۔ کہ میں جہاد کو کلیتہً اور ہمیشہ کے لئے منسوخ کرتا ہوں۔ بلکہ آپ نے صرف یہ فرمایا۔ کہ موجودہ صورت میں چونکہ مسلمانوں میں طاقت نہیں۔ اس لئے کافروں کے ساتھ جہاد بالسیف یعنی تلوار کے ساتھ جہاد کرنا درست نہیں۔ اور یہی فتوےٰ دوسرے علماء کا ہے۔ ورنہ وہ کیوں جہاد بالسیف نہیں کرتے۔ اگر ان کے نزدیک موجودہ حالت میں جہاد بالسیف فرض ہے۔ تو ان کو کفار کے مقابلہ میں اٹھنا چاہیئے۔

پس ان کا جہاد بالسیف نہ کرنا ظاہر کرتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک بھی اس وقت اس قسم کا جہاد فرض نہیں۔ ہاں جہاد بالقلم جو حضرت مرزا صاحبؑ نے مخالفین اسلام کے مقابلہ پر کیا۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اور قرآن مجید نے تبلیغ اسلام کو ہی جہاد کبیر قرار دیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا۔ وَجَاهِدْهُمْ

بہٖ جہادًا کبیرًا (سورۃ الفرقان ع ۵) گویا قرآن مجید کے ذریعہ جہاد کرنا جہاد کبیر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد کو ہرگز منسوخ نہیں کیا۔ بلکہ جیسا کہ بخاری شریف میں لکھا ہے۔ مسیح موعود (یضع الحرب) لڑائی کے جہاد کو موقوف کر دے گا۔ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا۔ کہ جہاد کی اقسام کثیرہ میں سے جہاد بالسیف موجودہ صورت میں مسلمانوں کے لئے مفید نہیں۔ کیونکہ ان میں پہلی سی طاقت اور تاب مقابلہ نہیں رہی۔ لیکن دوسری اقسام جہاد مثلاً تبلیغ وغیرہ اب بھی جاری ہیں۔

جہاد بالسیف اور قرآن کریم

جہاد بالسیف کے متعلق قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے۔ کہ مسلمانوں کو مخالفین اسلام کے مقابل پر تلوار اٹھانے کی اس وقت اجازت ہے۔ جب وہ تلوار کے ذریعہ اسلام کو نابود کرنا چاہیں۔ مگر اس زمانہ میں چونکہ مخالفین اسلام تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ اشاعت اور پروپگنڈا کے ذریعہ اسلام کی مخالفت کر رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے مقابل پر تلوار اٹھانے کی تعلیم دینا قرآن مجید کے ارشادات کی خلاف ورزی ہے۔ پس دوسرے لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاد سے نہیں روکا۔ بلکہ مخالفین اسلام کا تلوار سے مقابلہ کرنے سے روکا ہے۔ کیونکہ وہ اسلام پر تلوار کے ذریعہ حملہ آور نہیں ہوئے

جنگ کی اجازت

ایک اور بات جو اس ضمن میں خاص طور پر ملحوظ خاطر رکھنی چاہیئے۔ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جہاں مخالفین اسلام سے جنگ وجدال نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہاں آپ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ کہ دین کے نام پر جنگ وجدال کرنے کی اس زمانہ میں ضرورت نہیں۔ پس مختلف ممالک کے مسلمان بے شک اپنے وطنوں اور عزتوں کی حفاظت کے لئے اگر وہ خطرہ میں ہوں۔ لڑیں۔ مگر اسے دین کی خاطر لڑائی قرار نہ دیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد اس بارہ میں حسب ذیل ہے۔

"ایسی گورنمنٹ جو دین اسلام اور دینی رسوم پر کچھ دست اندازی نہیں کرتی۔ اور نہ اپنے دین کو ترقی دینے کے لئے ہم پر تلوار چلاتی ہے۔ قرآن شریف کی رو سے مذہبی جنگ کرنا حرام ہے۔ کیونکہ وہ بھی کوئی مذہبی جہاد نہیں کرتی۔" (کشتی نوح)

حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے متعلق بھی سید صاحب اسی صورت میں کسی صحیح نتیجہ پر پہنچ سکتے تھے۔ کہ آپ خود حضورؑ کی کتابوں کا مطالعہ فرماتے۔ لیکن چونکہ آپ کا مقصد تحقیق نہ تھا۔ بلکہ بقول خود آپ ایک احمدی سے مضمون لکھنے کا مجبوراً وعدہ فرما چکے۔ تو جسے پورا کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ لکھنا ضروری تھا۔ لہٰذا آپ نے اس وعدہ کو ادا کرنے کے لئے بہترین اور آسان طریق یہ سمجھا۔ کہ کسی مخالف کی کتاب کو سامنے رکھ کر اس میں سے بعض اعتراضات کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی کے متعلق آپ نے بڑی لمبی بحث کی ہے۔ مگر ناظرین کی دلچسپی کے لئے آپ کا ایک اقتباس درج کرتا ہوں۔ جس سے تمام بحث کا خلاصہ معلوم ہو جائے گا۔ لکھتے ہیں۔

"مرزا صاحب کتاب حقیقۃ الوحی کے ص ۳۹۱ پر لکھتے ہیں۔ کہ تیرہ سو برس ہجری میں کسی شخص کو بجز میرے یہ نعمت عطا نہیں کی گئی۔ جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ مرزا صاحب واحد امتی نبی ہیں۔ جو تیرہ سو سال میں مبعوث ہوئے۔ پھر ہر صدی میں محدث کا آنا کیسا۔ اور مرزا صاحب کا مجدد الف ثانی ہونا لایعنی۔ یہ دونوں امور تو پیشر کے طالب ہیں"

خط کشیدہ الفاظ کو پڑھئے۔ اور سید صاحب کی سلسلہ عقائد احمدیہ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی سے واقفیت کی داد دیجئے۔

اصولی فروگذاشت

سید صاحب میدان سیاست کے پہلوان ہیں۔ اور مذہبی مباحث میں ان کو مجبوراً دخل دینا پڑا۔ ورنہ وہ اپنے آپ کو ہرگز اس قابل نہ سمجھتے تھے۔ کہ ایسے نازک موضوع پر قلم اٹھائیں۔ چنانچہ آپ نے لکھا ہے۔ کہ

آپ "قرآن مجید سے جاہل" ہیں۔ اور یہ کہ آپ نے "حدیث شریف اور فقہ کو صحیح معنوں میں کبھی ہاتھ بھی نہیں لگایا"

(قسط دوئم در بیان اسباب)

آپ کے یہ الفاظ انکسار پر بھی محمول کئے جا سکتے ہیں۔ مگر جو شخص سید صاحب کے مضامین کو پڑھیگا۔ وہ کسی حد تک ان کو حقیقت پر بھی محمول کر سکتا ہے۔ کیونکہ آپ نے اپنے مضامین کے لکھنے میں ایک اصولی فروگذاشت یہ کی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراضات کرتے وقت اسبات کو بالکل نظر انداز کر گئے۔ کہ قرآن مجید اور احادیث نبویؐ ان کے اعتراضات کی تائید میں نہیں۔

عجیب وغریب حقائق

بعض مقامات پر تو آپ نے ایسے حقائق بیان فرمائے ہیں۔ جو آج تک سننے اور دیکھنے میں نہیں آئے۔ مثلاً یہ کہ

(۱) "مدینہ منورہ کا نام قرآن مجید میں نہیں"

(قسط بست وہشتم)

(۲) "دعوے نبوت یا مہدویت کرنے والوں کی ابتدا خواجہ دوجہان کے عہد ہی میں شروع ہو گئی تھی"

(قسط دوئم)

(۳) "قرآن مجید کا دعوے ہے۔ کہ اس کی دس آیتوں کی مثال نہیں دی جا سکتی" (قسط چہارم)

(۴) متشابہات سے مراد وہ مسائل ہیں۔ جن میں دلیل بازی کا امکان ہو" (قسط سوئم)

میرا مطلب ان امور کے ذکر سے صرف اس قدر ہے کہ سید صاحب کو اس قدر فرصت میسر نہیں۔ کہ آپ مذہبی مسائل کی تحقیق اور چھان بین کر سکیں۔ مضمون کی بعض اقساط آپ نے سفر میں لکھیں۔ اور یہ ظاہر ہے۔ کہ سفر میں مبسوط اور ضخیم کتابوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ اٹھائے لئے پھرنا نہایت مشکل کام ہے۔ اس لئے آپ سفری ضروریات کے ساتھ مخالفین سلسلہ کے مختصر رسائل ہی سوٹ کیس میں رکھ کرے جاتے۔ اور انہی پر اپنے معلومات کی بنیاد رکھ کر اعتراضات نقل کر کے اخبار میں شائع ہونے کے لئے بھیج دیتے۔ چنانچہ اکثر مقامات میں آپ نے مخالفین کے اعتراضات کو تھوڑے سے تغیر الفاظ سے نقل کرنے پر اکتفا کی ہے

سید صاحب سے گزارش

سید صاحب نے ابتدا میں یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ آپ کے مضامین کا جو جواب لکھا جائے گا۔ آپ اسے اپنے اخبار میں شائع کر دیں گے۔ اور بعد میں ایک مرتبہ اس کی توثیق بھی کی۔ مگر "الفضل" کے نوٹ سے آپ بلاوجہ ناراض ہو کر اب اپنے سابقہ وعدہ کو واپس لے رہے ہیں۔ اور جواب شائع کرنے کے متعلق عجیب وغریب شرائط پیش فرما رہے ہیں۔ میرے خیال میں سید صاحب کو بلند حوصلگی اور وسعت قلبی سے کام لینا چاہیئے۔ اور اپنے وعدہ پر قائم رہنا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالے آپ کے تمام اعتراضات کا تفصیلی جواب نہایت سنجیدگی اور متانت سے دیا جائے گا۔ اور امید ہے۔ کہ ان کو شکایت کا کوئی موقعہ نہ ملے گا۔ لیکن اگر وہ کسی صورت میں جواب شائع کرنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔ تو یہ سلسلہ مضامین انشاء اللہ عنقریب اخبار "الفضل" میں شروع کر دیا جائے گا۔ (خاکسار علی محمد اجمیری قادیان)

ضروری اعلان

مندرجہ بالا مضمون ٹریکٹ کی صورت میں علیحدہ بھی شائع ہو رہا ہے۔ تاکہ احباب۔ ان لوگوں میں جن میں "سیاست" کے مضامین کی اشاعت ہوئی۔ اور جو اس بارے میں دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ مفت تقسیم کر سکیں۔ جہاں اس قسم کی ضرورت سمجھی جائے وہاں کے احباب دفتر نظارت دعوت وتبلیغ سے مفت منگا لیں۔

نظارتوں کے اعلانات

تقرر عہدہ داران جماعت ہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل جماعتوں کے عہدہ داران ۳۰ اپریل ۱۹۳۴ء تک منظور کئے جاتے ہیں

نواب شاہ (سندھ)

پریذیڈنٹ — شیر محمد خان صاحب
جنرل سکرٹری — محمد عیسیٰ صاحب
سکرٹری تبلیغ — عباس علی شاہ صاحب

خوشاب (سرگودہا)

پریذیڈنٹ — ملک گل محمد صاحب
جنرل سکرٹری — ملک ہدایت اللہ خان صاحب
سکرٹری مال — ملک نصر اللہ خان صاحب

لنگاہ (گجرات)

پریذیڈنٹ — مولوی علی قدر صاحب ہیڈ ماسٹر غازیال ڈاکخانہ دوڈمین
جنرل سکرٹری }
سکرٹری مال } — منشی فیروز محمد صاحب اول مدرس لنگاہ۔

ملتان شہر

سکرٹری تبلیغ — منشی سربلند خان صاحب کلرک محکمہ نہر (بجائے بابو غلام رسول صاحب)
سکرٹری وصایا — خان محمد اکبر خان صاحب۔ ایچ
ڈی۔سی (عارضی) بابو غلام حسین صاحب کلرک ریلوے میل سروس

چنیوٹ

پریذیڈنٹ (مستقل) — میاں مولا بخش صاحب
" (عارضی) — حاجی تاج محمود صاحب
جنرل سکرٹری — علی محمد صاحب دفتر قانونگوئی
سکرٹری تبلیغ — دوست محمد صاحب
سکرٹری مال — میاں نذیر محمد صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت }
سکرٹری امور عامہ }
سکرٹری تالیف و تصنیف } — چوہدری غلام محمد صاحب اے ڈی۔ آئی۔
سکرٹری وصایا }

مانسہ (پٹیالہ سٹیٹ)

پریذیڈنٹ — مرزا محمد علی بیگ صاحب ایڈووکیٹ۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔
جنرل سکرٹری }
سکرٹری تبلیغ } — منصبدار خان صاحب
سکرٹری مال }
سکرٹری تالیف و تصنیف — محمد اسمٰعیل صاحب پلیڈر

کریام (ضلع جالندھر)

سکرٹری مال — منشی عبد الغنی خان صاحب اول مدرس
سکرٹری تبلیغ — محمد علی خان صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — نعمت خان صاحب
اسسٹنٹ " " — بہادر جنگ خان صاحب
سکرٹری امور عامہ — میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر
" امور خارجہ — " "
سکرٹری وصایا — چوہدری مہر خان صاحب
امین — اسد اللہ خان صاحب

آنبہ (شیخوپورہ)

سکرٹری مال — شیخ محمد حسین صاحب پٹواری نہر بجائے سید لال شاہ صاحب

بنگلور

پریذیڈنٹ — سیٹھ علی محمد صاحب
جنرل سکرٹری — غلام قادر صاحب شرق
سکرٹری مال — سیٹھ عبد الحمید صاحب
سکرٹری امور عامہ — حکیم عبد الرزاق صاحب
نائب " " — محمد مصطفیٰ صاحب
سکرٹری تبلیغ — غلام قادر صاحب شرق
نائب " " — سیٹھ محمد یونس صاحب
سکرٹری تعلیم و تربیت — سیٹھ عبد الحمید صاحب
امین — سیٹھ عبد الغنی صاحب

شموگہ (بشمولیت ساگرا تریکرا۔ شکارپور ہنکور)

پریذیڈنٹ — میر کلیم اللہ صاحب
جنرل سکرٹری — سید مدار صاحب
سکرٹری مال — میر عبد الجلیل صاحب
سکرٹری تبلیغ — حاجی سید حسین صاحب
نائب سکرٹری تبلیغ — عابد شریف صاحب (ساگر)
سکرٹری تعلیم و تربیت — سید مدار صاحب
سکرٹری امور عامہ — حاجی سید حسین صاحب

بانگام

پریذیڈنٹ — عبد الرحمٰن صاحب کنٹریکٹر
سکرٹری مال — عبد القادر صاحب
سکرٹری تبلیغ — محمد حسین صاحب داغ
سکرٹری تعلیم و تربیت — اسد اللہ صاحب
سکرٹری امور عامہ — عبد الرحمٰن صاحب

نندگڑھ (بلگام)

پریذیڈنٹ — حیدر خان صاحب
وائس " — احمد صاحب تحصیلدار
جنرل سکرٹری — گوڈو صاحب

امتحان کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اس سال کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب اربعین کامل۔ ضرورت الامام ایک غلطی کا ازالہ۔ اور تجلیات الٰہیہ بطور نصاب مقرر کی گئی ہیں۔ ان ہر چار کتب میں سے امتحان لیا جائے گا۔ ہماری جماعت کو چاہیئے۔ کہ زیادہ سے زیادہ تعداد میں اس امتحان میں شامل ہوں۔ تاکہ ان پُرامن ہتھیاروں سے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کے لئے مہیا فرمائے ہیں۔ بخوبی کام لے سکیں تاریخ امتحان ۱۹ نومبر ۱۹۳۳ء بروز اتوار مقرر کی گئی ہے۔ خود شامل ہونے والے احباب دوسروں کو بھی امتحان میں شامل ہونے کی تحریک فرمائیں۔ بالخصوص سکرٹریان تعلیم و تربیت اس طرف توجہ فرمائیں۔ (ناظر تعلیم و تربیت)

قادیان میں ہنگامی بازار کا انتظام

اس مجلس مشاورت میں بے کاروں کے انسداد کے متعلق جو تجاویز حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے منظور فرما کر انہیں جاری کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ان میں سے ایک تجویز یہ ہے۔ کہ قادیان میں ایک ہفتہ وار منڈی کے قیام کا انتظام کیا جائے۔ جیسا کہ یو۔پی کے بعض مقامات میں ہوتا ہے۔ یہ منڈی کسی مناسب جگہ مثلاً ریتی چھلا میں کسی خاص دن مثلاً جمعہ کو نماز جمعہ کے بعد لگا کرے۔ تاکہ احمدی پبلک میں تجارت کی طرف توجہ اور تحریک پیدا ہو۔ حضور کے اس فیصلہ کی تعمیل میں سب کمیٹی انسداد بے کاری نے کام شروع کر دیا ہے۔ یعنی ریتی چھلہ میں بازار لگایا جاتا ہے۔ یہ بازار جمعہ کی نماز کے بعد سے شام تک لگائے جانے کا سردست فیصلہ کیا گیا ہے۔ گو ابھی ابتدائی حالت ہے۔ مگر روز بروز بازار کے انتظام اور رونق میں ترقی ہو رہی ہے۔ بیرونی احباب کو بھی اس بازار کی رونق اور ترقی کے متعلق ہر ممکن کوشش کرتے رہنا چاہیئے پچھلے جمعہ ایک دوکاندار امرتسر سے اپنی دوکان لایا تھا۔ ضلع گورداسپور کے دیہات اور قصبات کے دوستوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اپنے علاقہ میں اس بازار کے متعلق اعلان کریں۔ اور تحریک کی جائے۔ کہ وہاں کے لوگ مرغیاں۔ انڈے ہر قسم کی سبزیاں اور پھل وغیرہ لایا کریں۔

میں نے اسی ضمن میں ضلع گورداسپور کی تمام انجمنوں کو خطوط بھی بھجوائے ہیں۔ جو دوست اس بازار کو رونق دینے کی کوشش کرینگے۔ وہ عند اللہ اجر عظیم کے مستحق ہونگے۔ اور میں ایسے

بیرونی ممالک کے نو مبایعین سنہ ۱۹۳۳ء

نمبر	نام	ملک
۴۱۷	مریم	گولڈ کوسٹ
۴۱۸	ہادا	″
۴۱۹	فاطمہ	″
۴۲۰	سلامت	″
۴۲۱	مریم	″
۴۲۲	ہادا	″
۴۲۳	ماما	″
۴۲۴	آدم	″
۴۲۵	سلیمان	″
۴۲۶	موسیٰ	″
۴۲۷	ابراہیم	″
۴۲۸	آدم	″
۴۲۹	امین	″
۴۳۰	الحسن	″
۴۳۱	احمد	″
۴۳۲	عائشہ	″
۴۳۳	عیسیٰ	″
۴۳۴	سعیدہ	″
۴۳۵	سکینہ	″
۴۳۶	حلیمہ	″
۴۳۷	حمید	″
۴۳۸	رحمت محمد	امریکہ
۴۳۹	علی مجتبیٰ	″
۴۴۰	صفیہ مجتبیٰ	″
۴۴۱	نصیرہ رحمت	″
۴۴۲	سعیدہ ملک	″
۴۴۳	امینہ امیر	″
۴۴۴	سکندر علی	″
۴۴۵	ظفر رازق	″
۴۴۶	اوکو ہادی	″
۴۴۷	صدیقہ نعمت	″
۴۴۸	نور ارشد	″
۴۴۹	رحیم صالح	″
۴۵۰	مسٹر اسلام الدین	″
۴۵۱	کسینہ جابر	″

نمبر	نام	ملک
۴۵۲	رشید الٰہی	امریکہ
۴۵۳	مسز صادقہ علی	″
۴۵۴	مسز مورا علی	امریکہ
۴۵۵	مسز حلیمہ فاضل	″
۴۵۶	مسز یحییٰ علی	″
۴۵۷	مسٹر یحییٰ ہارون	″
۴۵۸	علیمہ صمد	″
۴۵۹	مس الفت شکور	″
۴۶۰	عبد الصمد	″
۴۶۱	شیخ یاسین یحییٰ	″
۴۶۲	اکرم طبیب	″
۴۶۳	مولا فاضل	″
۴۶۴	رشیدہ خاطب	″
۴۶۵	محمد حفیظ	″
۴۶۶	خبیر مبارک	″
۴۶۷	بشیر داد	″
۴۶۸	جمال الٰہی	″
۴۶۹	عظیمہ راودی	″
۴۷۰	مصطفیٰ فاروق	″
۴۷۱	اکرم حکمت	″
۴۷۲	رحمت صالح	″
۴۷۳	امین غنی	″
۴۷۴	حلیمہ قدیر	″
۴۷۵	مالکہ یحییٰ	″
۴۷۶	احمد یحییٰ	″
۴۷۷	ربیعہ رحیم	″
۴۷۸	ابراہیم کمال	″
۴۷۹	عثمان خطیب	″
۴۸۰	سلیمہ مصطفیٰ	″
۴۸۱	نصیرہ برکت	″
۴۸۲	یونس شمس	″
۴۸۳	مسز نصیرہ سابق	″
۴۸۴	یوسف ستار	″
۴۸۵	علیمہ مصطفیٰ	″
۴۸۶	عبد المطلب	″

نمبر	نام	ملک
۴۸۷	مبارکہ صابر	امریکہ
۴۸۸	انعام سالک	″
۴۸۹	محمود صابر	″
۴۹۰	محمد اسلم	″
۴۹۱	اقبال احمد	″
۴۹۲	رحمت مصطفیٰ	″
۴۹۳	جعفر اعظم	″
۴۹۴	سراج کلیم	″
۴۹۵	صدیق عاشق	″
۴۹۶	منیر سلیم	″
۴۹۷	سکینہ حلیم	″
۴۹۸	احمد علی	″
۴۹۹	موسیٰ حلیم	″
۵۰۰	سلطان سلیم	″
۵۰۱	عبد السبحان	″
۵۰۲	علی محمد	″
۵۰۳	سید امیر	″
۵۰۴	نعمت اصلا	″
۵۰۵	یعقوب علی	″
۵۰۶	عبد الحفیظ	″
۵۰۷	رشیدہ عالم	″
۵۰۸	ربیبہ ستار	″
۵۰۹	ربیعہ غفور	″
۵۱۰	اروحت افضل	″
۵۱۱	کبیرہ عالم	″
۵۱۲	یاسین برکت	″
۵۱۳	کرامت الٰہی	″
۵۱۴	اکمل صالح	″
۵۱۵	رشید حسین	″
۵۱۶	یعقوب فرحت	″
۵۱۷	مس ہدایت الٰہی	″
۵۱۸	موئی افضل	″
۵۱۹	بشیر علی	″
۵۲۰	عبد الشکور	″
۵۲۱	سعیدہ یار	″
۵۲۲	جنید مغنی	″
۵۲۳	طاہر احمد	″
۵۲۴	امینہ آمسن	″
۵۲۵	مسز عزیزہ اسحاق	″

نمبر	نام	ملک
۵۲۶	مسز کریم محمد	امریکہ
۵۲۷	محمد اسمٰعیل	″
۵۲۸	عبد الرحیم	″
۵۲۹	اکبر صدیق	″
۵۳۰	منصور احمد	″
۵۳۱	مسز شریفہ احمد	″
۵۳۲	ظہور احمد	″
۵۳۳	اقبال بیگم	″
۵۳۴	نصیر احمد	″
۵۳۵	عزیزہ بیگم	″
۵۳۶	ناصر نواب صاحب	″
۵۳۷	امینہ نواب صاحبہ	″
۵۳۸	واجد حسین صاحب	″
۵۳۹	ولی محمد	″
۵۴۰	تقدیر علی	″
۵۴۱	اسحٰق محمد	″
۵۴۲	زاہد علی	″
۵۴۳	شریف علی	″
۵۴۴	ظہور احمد	″
۵۴۵	محمودہ بیگم	″
۵۴۶	حلیمہ کریم	″
۵۴۷	عثمان فاضل	″
۵۴۸	فاضل بیگم	″
۵۴۹	ابو صالح	″
۵۵۰	صادق علی	″
۵۵۱	ولی محمد	″
۵۵۲	عبد الکریم	″
۵۵۳	امۃ الکریم	″
۵۵۴	محمود احمد	″
۵۵۵	مجیبہ الٰہی	″
۵۵۶	بشیر افضل	″
۵۵۷	مالکہ جمال	″
۵۵۸	عبد الغفور	″
۵۵۹	لیلیٰ حکمت	″
۵۶۰	عبد الفاضل	″
۵۶۱	محمد عمر	″
۵۶۲	رسولی غالب	″
۵۶۳	علی دین	″
۵۶۴	برہان شکیل	″

نمبر	نام	ملک
۵۶۵	عبد الرشید	امریکہ
۵۶۶	ہادی مصطفیٰ	″
۵۶۷	جعفر صادق	″
۵۶۸	حافظہ مبارک	″
۵۶۹	منیرہ رسول	″
۵۷۰	عبد القادر	″
۵۷۱	شریف احمد	″
۵۷۲	ممتاز رسول	″
۵۷۳	عالم دین	″
۵۷۴	شیخ یونس واحد	″
۵۷۵	شیخ احمد حق	″
۵۷۶	مبارکہ یحییٰ	″
۵۷۷	آسیہ مالک	″
۵۷۸	سعیدہ صادق	″
۵۷۹	عبد السلام	″
۵۸۰	خیرہ بی بی	″
۵۸۱	حبیب کمال	″
۵۸۲	مسٹر امین حکمت	″
۵۸۳	مسز حفیظ اسلم	″
۵۸۴	رحیمہ مجید	″
۵۸۵	علی مجید	″
۵۸۶	ابو داؤد	″
۵۸۷	مسٹر حمید جمال	″
۵۸۸	مسز فاطمہ حاکم	″
۵۸۹	مسز نور مصری	″
۵۹۰	قادر احمد	″
۵۹۱	بدائر خان	″
۵۹۲	امۃ الغفور	″
۵۹۳	امۃ المجید	″
۵۹۴	بشیر حکیم	″
۵۹۵	جمال حسن	″
۵۹۶	عظیمہ مبارک	″
۵۹۷	شیریں بی بی	″
۵۹۸	نور بی بی	″
۵۹۹	امینہ اختر	″
۶۰۰	رحیم اختر	″
۶۰۱	رحیمہ خاتون	″
۶۰۲	مسز صادقہ اکبر	″
۶۰۳	سعیدہ رسول	″
۶۰۴	صدیق اکبر	″

(باقی)

عربی اردو لغت

یہ کتاب جناب مولانا محمد جی صاحب مولوی فاضل و چوہدری غلام محمد صاحب بی۔ اے۔ نے ہندوستانی طلباء اور شائقین علم کی ضرورت کو مدنظر رکھکر پانچ سال کی لگاتار محنت و تحقیق اور جستجو کے بعد ترتیب دیکر شائع کرنیکو دی ہے۔ اردو میں صرف یہ ایک ہی عربی لغت کی کتاب شائع ہو رہی ہے جو بہترین اور آسان طرز پر ترتیب دی گئی ہے۔ اور اپنے اندر الفاظ کا اتنا کافی ذخیرہ مہیا رکھتی ہے۔ جس نے طلباء اور مدرسین کو بڑی بڑی لغت کی کتابوں کی ورق گردانی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اس متمدن عہد کے علمی الفاظ بھی اس میں درج ہیں۔ جن سے صراح وغیرہ کتابیں بالکل خالی ہیں۔ غرض یہ کتاب ۲۹×۲۲ کے سائز کے ۱۱۲۰ صفحات پر مشتمل نایاب تحفہ ہے۔ جس کی خوبیوں کا اندازہ صرف دیکھنے ہی سے ہو سکتا ہے۔ قیمت مجلد للعہ۔ غیر مجلد ہے

ملنے کا پتہ

چوہدری حاکم دین دوکاندار قادیان۔ ضلع گورداسپور

اندھیرے گھر کا چراغ حب اٹھرا بے اولادوں کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہوں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ اس مرض کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ طبیب لوگ اسقاط حمل اور ڈاکٹر صاحبان مس کیریج کہتے ہیں یہ نہایت ہی متعدی بیماری ہے۔ اس نے ہزاروں گھر بے اولاد کر دیئے۔ جو ہمیشہ نونہال بچوں کی آرزو میں غم و مصیبت میں مبتلا رہتے ہیں۔ مولا کریم ہر ایک کو اس موذی مرض سے محفوظ رکھے آمین۔ اس بیماری کا مجرب علاج نظام جان مالک دواخانہ معین الصحت نے استادی المکرم حضرت نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب سے سیکھا ہے۔ اور حضور ہی کے حکم سے ۱۹۱۰ء سے پبلک میں شائع کیا۔ اور احتیاطی رنگ میں گورنمنٹ آف انڈیا سے اپنے دواخانہ کے لئے رجسٹرڈ کرایا ہے تاکہ پبلک کسی اور کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ حب اٹھرا مولانا استادی المکرم نورالدین رضی اللہ عنہ شاہی طبیب کا مجرب نسخہ ہے۔ یہ نسخہ نہ کوئی اور شخص بنا سکتا ہے۔ اور نہ ہی فروخت کر سکتا ہے۔ ہوشیار رہیں۔ صرف دواخانہ ہذا کے لئے رجسٹرڈ ہے۔ اس کے استعمال سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ حب اٹھرا کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت۔ تندرست۔ اٹھرا سے محفوظ پیدا ہو کر مایوس والدین کے لئے دل کی ٹھنڈک ہوتا ہے۔ منگوا کر استعمال کرا کر قدرت خدا کا مشاہدہ کریں۔ قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک ۱۱ تولہ لہ۔ ملّلے یکدم منگوانے پر علاوہ محصول۔ نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔ نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ میں ہر ایک قسم کی مجرب ادویہ امراض زنانہ و مردانہ بچوں اور آنکھوں کے لئے تیار رہتے ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیمار کا مفصل حال تحریر کیا جائے۔

المشتہر:۔ حکیم نظام جان اینڈ سنز دواخانہ معین الصحت قادیان۔

ضرورت رشتہ

ایک نہایت مخلص اور دیندار دوست عمر ۴۰-۳۵ سال کے لئے ایک متقی اور پرہیزگار رفیقہ حیات کی ضرورت ہے جو خواہ بیوہ ہی ہو۔ صاحب موصوف کی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے۔ اولاد کوئی نہیں۔ چار پانچ ہزار کی جائداد کے واحد مالک نہایت نیک۔ تہجد گذار اور خوش شکل ہیں۔ قادیان میں ہی سکونت اختیار کرنے کو تیار ہیں۔ خط و کتابت کیلئے مجھے مخاطب کیا جائے۔

(شیخ) محمد عبداللہ انگلش ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول چکوال

ضرورت ہے

انٹرنس اور ایف اے پاس یا فیل نوجوانوں کی جو تیس روپے سے ڈھائی سو روپے ماہوار تک کی ملازمت حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ قواعد ۲ کا ٹکٹ بھیج کر منگوالیں۔

پنجاب انجنیئرنگ انسٹی ٹیوٹ جالندھر شہر

عید مبارک

تک خاص رعایت اگر مال پسند نہ ہو تو فوراً واپس کر دیں۔

امیرانہ لنگی ریشمی مشہدی اصلی چار روپیہ۔ سلکی مشہدی لنگی سوا روپیہ
امیرانہ ریشمی صافہ اصلی۔ چار روپیہ۔ سلکی صافہ ڈیڑھ روپیہ
کلاہ پشاوری مخملی سلمہ ستارہ ڈیڑھ روپیہ۔ ریشمی رومال فی درجن سوا دو روپیہ
زنانہ ریشمی دوپٹہ پھولدار ڈھائی روپیہ۔ بستر نما تولیہ پھولدار ڈھائی روپیہ
زنانہ مخملی سلمہ ستارہ والا سوٹ۔ سلوار و قمیض سلا سلایا جو کہ بیاہ شادی کے موقع پر دلہن کو پہناتے ہیں (یعنی بری) سچا سوٹ پچاس روپیہ والا صرف پچیس روپیہ میں

نوٹ:۔ سائز یعنی ناپ ضرور تحریر کریں۔ اگر پسند نہ ہو تو واپس کر دیں۔ ایک دفعہ ضرور آزمائش کریں۔

شیخ عبدالرحمن اینڈ سنز سوداگران لنگی پٹکہ لودھیانہ

نارتھ ویسٹرن ریلوے

نوٹس

بٹالہ میں عارضی تعمیرات کو خریدنے۔ مسمار کرنے اور اٹھانے کے لئے ٹنڈر مطلوب ہیں۔

مزید تفصیلات اور شرائط خرید معلوم کرنے کے لئے حسب ذیل پتہ سے درخواستیں ارسال کریں۔

کنٹرولر آف سٹورز

این۔ ڈبلیو۔ آر ہیڈکوارٹرس آفس

لاہور ۲۵ جولائی ۱۹۳۲ء

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

گاندھی جی نے بمبئی گورنمنٹ کو ایک طویل خط میں لکھا ہے۔ کہ وہ سابرمتی آشرم کی کل جائداد جس کی ملکیت چار لاکھ کے قریب ہے۔ رضا کارانہ طور پر گورنمنٹ کے حوالے کردینے کے لئے تیار ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ گاندھی جی کا خیال ہے چونکہ آشرم کے زیادہ تر نوجوان گرفتار ہو جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس لئے گورنمنٹ آشرم کی جائداد ضبط کرے گی۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ ساری جائداد خود ہی گورنمنٹ کے حوالے کردی جائے۔ اگر گورنمنٹ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تو ۱۳ جولائی تک قطعی طور پر آشرم خالی کردیا جائے گا۔ اور آشرم کی زمین اور دیگر غیر منقولہ سامان لاوارث چھوڑ دیا جائے گا۔

گورنر پنجاب نے ۲۷ جولائی کو پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے اجلاس شملہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا۔ جلد ہی پنجاب ایک ایسے طرز حکومت کے ماتحت ہو جائیگا جو موجودہ طریق سے بالکل مختلف ہوگا۔ اس لئے مجھے اس سے بہتر کوئی دوسرا طریق نظر نہیں آتا کہ ہم تمام لوگ جنہیں اصلاحات کی کامیابی میں دلچسپی ہے اس درمیانی عرصہ کو مختلف اقوام اور فرقوں کے اندر زیادہ یک جہتی اور اتحاد پیدا کرنے میں صرف کریں۔ آبیانہ کے متعلق گورنمنٹ کی پالیسی کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا۔ کہ اس پر غور کرنے کے لئے ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ جس کی سفارشات پر ہمدردانہ غور کیا جائیگا۔

ہاؤس آف کامنز میں ۲۶ جولائی کو نائب وزیر خارجہ نے بتایا کہ جرمن گورنمنٹ نے برطانیہ سے ۶ جنگی ہوائی جہاز خریدنے کی درخواست کی تھی۔ لیکن برطانیہ نے اسے منظور نہیں کیا کیونکہ اس سے معاہدہ پیرس کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔

مسولینی کے خلاف حال ہی میں پولیس نے اٹلی کے بحری جہازوں کے ملاحوں میں بہت سے پمفلٹ پائے۔ جن میں انہیں مسولینی کے خلاف بغاوت کرنے کے لئے بھڑکایا گیا ہے۔ اس سازش کے انکشاف پر پولیس نے بہت سی گرفتاریاں کی ہیں۔

لارڈ ارون نے ہوس آف لارڈز میں لارڈ ریڈنگ کے سوالات کا جواب دیتے ہوئے ۲۶ جولائی کو اعلان کیا کہ لارڈ لائڈ نے جو یہ کہا تھا کہ ہندوستان میں دہشت زدگی بڑھ رہی ہے اور گورنمنٹ اس سلسلہ میں تمام اطلاعات کو چھپا رہی ہے۔ یہ گورنمنٹ برطانیہ اور گورنمنٹ ہند کی راستی کے منافی ہے۔ اور اس میں کوئی صداقت نہیں۔ ہندوستانی [illegible] کی گورنمنٹ ہند کی زبردست انسدادی کارروائی کے باعث بالکل ختم ہو چکی ہیں۔ لارڈ لائڈ نے پھر جواب میں کہا۔ ہندوستان میں انقلاب پسندوں کی سرگرمیوں کی جو میں نے طویل فہرست سنائی تھی۔ وہ بالکل درست ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اس سلسلہ میں کئی خبریں ایسی ہوتی ہیں جو برطانوی پبلک تک نہیں پہنچائی جاتیں۔ میرے خیال میں ضروری ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ زیادہ صاف گوئی سے کام لے۔

سوویٹ گورنمنٹ نے حال ہی میں ایک عظیم الشان نہر کا افتتاح کیا ہے جو ۱۴۷ میل لمبی ہے۔ اور جس کی تمام کھدائی قیدیوں سے کرائی گئی ہے۔

شملہ کا ایک سرکاری اعلان مظہر ہے کہ جون ۱۹۳۲ء کے خاتمہ پر سول نافرمانی کے سلسلہ میں سزایافتہ قیدیوں کی تعداد ۱۵۹۱۶ تھی۔ گذشتہ ماہ جون کے مقابلہ میں یہ تعداد ۷۶ فی صدی کم ہے۔

سر مانٹیگو ویب کا ٹائمز آف لنڈن میں ایک خط شائع ہوا ہے۔ جس میں وہ لکھتے ہیں کہ ہندوستان کی چاندی غیر ملکی قرضہ جات کی ادائیگی کے لئے باہر بھیج دینا ایک ایسی کارروائی ہے۔ جسے کسی صورت میں بھی جائز ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس کا نتیجہ بڑا خطرناک ہوگا۔

سر ہنری کریک نے ۲۸ جولائی کو پنجاب کونسل میں اعتراف کیا۔ کہ سرکاری افسروں میں رشوت خوری کی لعنت اس قدر عام اور وسیع الاثر ہو چکی ہے۔ کہ حکومت اس کا کچھ علاج نہیں کر سکتی۔ البتہ عوام کو چاہیئے۔ کہ وہ راشی اور مرتشی دونوں کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنا شروع کردیں۔

پنڈت مالویہ ۲۷ جولائی کو جب بمبئی سے واپسی پر چھوٹی سٹیشن پر گاڑی سے اترے تو ان کا پاؤں پھسل گیا۔ اور وہ گر پڑے جس سے ان کے کچھ زخم بھی آئے۔ مگر چونکہ انہیں فوراً ہی سنبھال لیا گیا۔ اس لئے مرنے سے بال بال بچ گئے۔

عالمگیر اقتصادی کانفرنس کا اجلاس ۲۷ جولائی کو ختم ہو گیا۔ مسٹر ریمزے میکڈانلڈ نے اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ہم کانفرنس کو اس لئے ملتوی نہیں کر رہے کہ ہمیں شکست ہوئی ہے یا ہم حوصلہ ہار بیٹھے ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ کانفرنس کے کام کے لئے زیادہ مدت درکار ہے۔ آپ نے آخر میں تجویز کیا کہ فی الحال کانفرنس کو غیر معین عرصہ کے لئے ملتوی کردیا جائے۔ اور کانفرنس کے دوبارہ انعقاد کا کام بیورو کے سپرد کردیا جائے۔ یہ تجویز متفقہ طور پر منظور ہو گئی۔

سر فلپ چیٹوڈ کمانڈر انچیف ہند کی رخصت میں شملہ کی ایک اطلاع کے مطابق ایک ماہ کی توسیع کردی گئی ہے۔

نئی دہلی سے ۲۷ جولائی کی اطلاع ہے کہ ہارڈنگ پل کے قریب ریلوے لائن پر جہاں سے وائسرائے کی سپیشل گذری دو اشخاص جن میں سے ایک کنسٹیبل اور ایک ریلوے ملازم تھے مردہ پائے گئے۔ ان دونوں کو وائسرائے کی سپیشل گذرنے کے موقع پر ریلوے لائن کی حفاظت کے لئے مقرر کیا گیا تھا اور انجن کے ڈرائیور نے انہیں سلامت دیکھا تھا۔ ایک کی نعش کے تین اور دوسرے کے دو ٹکڑے تھے۔

مسٹر انیے قائم مقام صدر کانگرس نے اعلان کیا ہے کہ چھ اگست کو ہندوستان بھر میں سین گپتا ڈے منایا جائے۔

کانگرس کمیٹیاں توڑے جانے کے سلسلہ میں ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ نے ۲۹ جولائی کو گاندھی جی سے کہا کہ بعض حلقوں میں اس خطرہ کا اظہار کیا جا رہا ہے کہ کانگرس کمیٹیوں کو توڑنے سے ملک میں ابتری پھیل جائیگی آپ نے کہا۔ کانگرس کمیٹیاں پہلے ہی خلاف قانون قرار دی جا چکی تھیں۔ اب صرف خفیہ آرگنائزیشن کام کر رہی تھیں اور یہ چیزیں ابتری پھیلنے کا موجب ہو سکتی تھیں۔ اس خطرے کو محسوس کرکے قائم مقام پریذیڈنٹ نے ان کو توڑنے کا اعلان کردیا۔ اب اگر کوئی ابتری پھیلے گی تو وہ افراد تک محدود ہوگی۔ آپ نے یہ بھی کہا کہ مجھے یقین ہے۔ وقت گذرنے کے ساتھ لوگ کانگرس کمیٹیوں کو توڑنے کی ضرورت اور اس کی اہمیت کو سمجھ جائیں گے۔

باجوڑ (سرحد) کی صورت حالات میں شملہ کی ایک اطلاع کے مطابق کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی۔ اس لئے پشاور سے سوار فوج کی ایک رجمنٹ اور کچھ مسلح کاریں مہمندوں کے مقابلہ کے لئے فی الفور بھیج دی گئی ہیں۔

جائنٹ سلیکٹ کمیٹی کے سامنے سر سیموئل ہور وزیر ہند کی شہادت کا پہلا حصہ ۲۹ جولائی کو ختم ہو گیا۔ کامیاب اور پُر مغز شہادت دینے کی وجہ سے لارڈ سالسبری۔ مسٹر چیمبرلین۔ لارڈ ریڈنگ۔ مسٹر جیکار۔ چوہدری ظفر اللہ خان۔ سر ہری سنگھ گوڑ۔ سر اکبر حیدری۔ اور سر لیاقت حسین نے زبردست خراج تحسین ادا کیا۔ اور مبارک باد دی۔

جنگ عظیم میں ہندوستان کی خدمات جلیلہ کا ذکر کرتے

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر۔ غلام نبی